بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماهنامہ

خالد

ربوہ

اپریل ۱۹۹۰ء

ایڈیٹر
مبشر احمد ایاز

جلد ۳۷

شمارہ ۶

قیمت : سالانہ تیس روپے، فی پرچہ تین روپے

فہرست مضامین

اداریہ ۔۔۔ صفحہ ۲
مجلسِ سوال و جواب ۔۔۔ ۴
سیرۃ النّبیؐ ۔۔۔ ۵
وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا ۔۔۔ ۱۳
تعارفِ کُتب ۔۔۔ ۱۹
سال ۱۹۸۹ء کے حیران کُن تیز واقعات ۔۔۔ ۲۱
سال ۱۹۸۹ء ۔۔۔ ۲۹
نظم ۔۔۔ ۳۴
خالد کا سفر ۔۔۔ ۳۵
تاریخ خدام الاحمدیہ ۔۔۔ ۴۱
اخبارِ مجالس ۔۔۔ ۴۳

پبلشر : مبارک احمد خالد ۔۔۔ پرنٹر : قاضی منیر احمد ۔۔۔ مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت : دفتر ماہنامہ خالد، دار الصدر جنوبی ۔ ربوہ

اداریہ

ع بساطِ دُنیا اُلٹ رہی ہے

۱۹۸۹ء کا سال دُنیا میں حیرت انگیز انقلابات برپا کر گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دُنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا اور سوچنے والوں کو ایک نئی طرزِ فکر دے گیا۔ ایک احمدی ہونے کے ناطے جب ہم آسمانی صحیفوں اور بزرگان کے اقوال اور پیش خبریوں کی روشنی میں اِن واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہماری سوچ ان دوسرے دُنیادار مفکرین سے بالکل الگ منظر پیش کرتی ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ اتفاقی نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی ایک خاص تقدیر ہے جو سب کچھ کروا رہی ہے اور اس کا آخری اور یقینی مقصد اس ساری دُنیا کو توحیدِ حقیقی کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔

حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے یکم دسمبر ۱۹۸۹ء اور ۹ر فروری ۱۹۹۰ء کو جو خطباتِ جمعہ لندن میں ارشاد فرمائے وہ تو ہماری سوچ کو ایک نئی روشنی مہیا کرتے ہیں اور ہمارے تصورات میں ایک حقیقی رنگ بھر دیتے ہیں اور ہماری فکروں کو سیدھی اور واضح راہیں عطا کرتے ہیں۔

۹ر فروری ۱۹۹۰ء کے خطبہ میں آپ نے فرمایا:-

" دو اڑھائی سال پہلے کی بات ہے جلسہ سالانہ یُو۔ کے پر میری ایک نظم پڑھی گئی تھی جس کا پہلا شعر یہ تھا کہ ؎

دیارِ مغرب سے جانے والو، دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کِسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

اِس میں دُو شعر ایسے بھی تھے جو پیشگوئی کا رنگ رکھتے تھے لیکن الہامی نہیں تھے۔ نیک تمنّاؤں کا اظہار خدا تعالیٰ کی تائید پر بھروسہ کرتے ہوئے پیشگوئی کے رنگ میں کیا گیا تھا۔ پہلا شعر اُن دُو اشعار میں سے یہ تھا ؎

ہمیں مٹانے کا زُعم لے کر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑا دے گا خاک اُن کی، کرے گا رُسوائے عام کہنا

پس جماعتِ احمدیہ نے دیکھ لیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری توقعات سے بڑھ کر پوری شان اور صفائی کے ساتھ اس نیک تمنّا کو جو پیشگوئی کا رنگ رکھتی تھی پورا فرما دیا۔ دوسرا شعر یہ تھا ؎

بساطِ دُنیا اُلٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہانِ نَو کے اُبھر رہے ہیں، بدل رہا ہے نظام کہنا

اس میں تمام دُنیا سے متعلق ایک پیشگوئی تھی جو، جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے، ایک تمنا تھی جو پیشگوئی کا رنگ اختیار کر گئی لیکن اللہ کی ذات پر توکل تھا کہ وہ اسی طرح دُنیا کو دکھا دے گا"... پس اِس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور غیر معمولی شفقت کا اظہار فرماتے ہوئے ہماری توقع سے بھی جلدی ان باتوں کو دکھا دیا اور اُن تبدیلیوں کی بنیادیں ڈال دیں۔

..... جو عظیم الشان اور حیرت انگیز تبدیلیاں بڑی تیزی کے ساتھ دُنیا میں رونما ہو رہی ہیں ان تبدیلیوں کو جہانِ نَو کے نقشے قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ان تبدیلیوں کا اِس شعر کے پہلے حصّے سے تعلق ہے جو یہ ہے کہ اُلٹ رہی ہے بساطِ دُنیا۔ جو تبدیلیاں آپ کو رُوس میں یا دیگر مشرقی یورپ کے ممالک میں ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں اِن پر یہ امید نہ لگائیں کہ یہ ایک نئے نقشے کی بنیادیں ڈالی جا رہی ہیں۔ یہ پُرانے نظام کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ جو عظیم نظام دُنیا کے ایک فلسفی نے خدائی نظام کے مقابل پر بنایا تھا، یہ اس کے اِنہدام کا دَور ہے۔ اِس لئے محض اِن تبدیلیوں کو جہانِ نَو کا نقشہ سمجھ کر خوشی کے نعرے لگانا درست نہیں ہے۔ اِن تبدیلیوں سے متعلق ابھی تک انسان، اور جب مَیں انسان کہتا ہوں تو مراد ہے کہ انسانوں میں سے وہ دانشور جن کے ہاتھوں میں دُنیا کی بڑی بڑی قوموں کی باگیں تھمائی گئی ہیں وہ انسان بھی ابھی تک اِن تبدیلیوں کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ان کے نتیجے میں کیا ہونے والا ہے۔ شروع میں ہر ایک نے خوشی سے تالیاں بجائیں اور بڑے بڑے دعاوی کئے کہ دیکھو کیسے عجیب عجیب واقعات ہو رہے ہیں اور خوشی کا اظہار اِس رنگ میں کیا گویا یہ تمام واقعات ان کی تائید میں ہو رہے ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ جو واقعات رونما ہو رہے ہیں ان کے پس منظر میں جو کچھ اُبھرنے والا ہے ابھی تک انسان سے پوشیدہ ہے"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان سے پیشگوئی کے طور پر جاری ہونے والے کلام کا ایک حصّہ تو خدا نے پورا فرما دیا ہے اور بساطِ دُنیا اُلٹ دی ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ مولیٰ کریم اس کا دوسرا حصّہ بھی جلد از جلد ہماری زندگی میں پُورا کر دے اور جہانِ نَو کے حسین اور پائیدار نقشے اُبھرنے لگیں۔ وہ دُنیا جس کی خاطر ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

اِن دعاؤں کے ساتھ ہمیں اپنے اعمال اور کردار میں بھی اسی نسبت سے تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

مجلسِ سوال و جواب

سوال :- مساجد کے مینار کی ابتداء کب ہوئی ؟

جواب :- ابتداء میں مینار بنانے کا رواج نہ تھا اور نہ ہی یہ ضروری سمجھا جاتا تھا۔ البتہ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مینار بنانے کی ابتداء بنو اُمیہ کے دَور میں خلیفہ الولید کے زمانہ میں ہوئی۔ اُردو دائرۃ المعارف کے مطابق سب سے پہلے حسن بن نعمان نے ۸۴ھ میں مینار تعمیر کرایا تھا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ مساجد کے مینار بنانے کا رواج چل نکلا۔ ابتداء میں میناروں کی تعداد میں بھی اختلاف نظر آتا ہے۔ کسی مسجد کا ایک مینار ہوتا تھا کسی کے دو اور کسی کے تین۔ تاریخ سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ الولید سے پہلے مینار نہیں ہوا کرتے تھے لیکن ایک روایت کے مطابق یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مسجد کے چار کونوں پر مینار تعمیر کروائے تھے۔ مساجد کے اُوپر بنائے جانے والے یہ مینار کئی مصالح کے پیشِ نظر تعمیر کئے جاتے تھے جن میں سے ایک مقصد اذان دینا بھی ہوتا تھا جبکہ اس کے علاوہ یہ مینار دیدبانی کے کام بھی آتے تھے البتہ ایک حد تک یہ فنِ تعمیر کی ترقی کی بھی علامت تھے .....

بہرحال مساجد کے میناروں کے متعلق ایک اصولی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ مساجد کے لئے مینار لازمی نہیں ہیں۔ ہمارے لئے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اُسوۂ حسنہ ہے اسی طرح آپؐ کی بنائی ہوئی مسجدِ نبوی تمام مساجد کے لئے بطور نمونہ ہے اور یہ مسجد جب بنائی گئی تو اس کا کوئی مینار نہیں تھا نہ گنبد تھے اور نہ محراب۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مینار مسجد کا ضروری حصہ نہیں ہیں یا یُوں کہہ لیں کہ ایسا نہیں ہے کہ میناروں کے بغیر مسجد مکمل ہی نہیں ہو سکتی۔ (میناروں کی تاریخ اور تفصیل کے لئے دیکھیں اُردو دائرۃ المعارف جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۲۷ تا ۶۳۱ زیر لفظ مسجد)

سوال :- حضرت داؤدؑ کا مذہب کیا اب بھی ہے اور کس نام سے پکارا جاتا ہے ؟

جواب :- واضح رہے کہ زبور کے متعلق یہ خیال پایا جاتا ہے کہ یہ کوئی الگ شریعت تھی جبکہ یہ درست نہیں ہے، حضرت داؤد علیہ السلام الگ شریعت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے ہی تابع تھے اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں :-

"قرآن کریم کی رُو سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جو صاحبِ شریعت انبیاء آئے وہ دو نبی ہیں۔ ۱۔ حضرت نوح علیہ السلام۔ ۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام.... حضرت داؤد، حضرت زکریا، حضرت سلیمان اور یحییٰ علیہم السلام موسوی شریعت کے تابع تھے۔"

(تفسیر کبیر جلد دہم صـ ۲۸۱)

سیرۃ النبیؐ
قسط اول

رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حُسنِ معاشرت

(مقالہ نگار: محترم حافظ مظفّر احمد صاحب)

ازواجِ مطہّرات کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ معاشرت کا مضمون بیان کرتے ہوئے اُس پس منظر پر نظر ڈالنا ضروری ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی خواتین بُود و باش رکھتی تھیں۔ اُس معاشرہ میں عورت کی حیثیت کا اندازہ حضرت عمرؓ کے بیان سے بخوبی ہوتا ہے کہ خدا کی قسم ہم جاہلیت میں عورت کو چنداں اہمیت نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حقوق کے بارے میں قرآن شریف میں احکام نازل فرمائے اور وراثت میں بھی اُن کو حقدار بنا دیا۔[۱]

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے اخلاق قرآن شریف کے عین مطابق تھے۔ جن کی بعثت کا ایک بڑا مقصد اعلیٰ اخلاق کا قیام تھا۔[۲] آپؐ نے بحیثیت خاوند بھی ایک خوبصورت اور کامل نمونہ دُنیا کے سامنے پیش کیا اور فرمایا[۳] "خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ" کہ تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حُسنِ سلوک میں بہتر ہے اور مَیں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس دَورِ جہالت میں عورت کے ساتھ نفرت اور حقارت کے جذبات زائل کرنے کے لئے ہی ہمارے آقا و مولیٰ نے فرمایا کہ "مجھے دُنیا سے جو چیزیں سب سے زیادہ پیاری ہیں اُن میں اوّل نمبر پر عورتیں ہیں۔ پھر اچھی خوشبو مجھے محبوب ہے مگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز اور محبّتِ الٰہی میں ہی ہے۔"[۴]

عورتوں کے لطیف جذبات اور ان کی نزاکت کا آپؐ کو بہت خیال تھا۔ ایک سفر میں آپؐ کی بیویاں اُونٹوں پر سوار تھیں کہ حُدی خواں انجشہ نامی نے اُونٹوں کو تیز ہانکنا شروع کر دیا۔ آنحضرتؐ فرمانے لگے "اے انجشہ! تیرا بھلا ہو۔ اِن نازک شیشوں کا خیال رکھنا۔ اِن آبگینوں کو ٹھوکر نہ لگے۔ یہ شیشے ٹوٹنے نہ پائیں۔ اُونٹوں کو آہستہ ہانکو"۔ اِس واقعہ کے ایک راوی ابو قلابہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ دیکھو رسول اللہؐ نے عورتوں کی نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے اُن کو شیشے کہا۔ یہ محاورہ اگر کوئی اَور استعمال کرتا تو تم لوگ عورتوں کے ایسے خیر خواہ کو کب جینے دیتے ضرور اُسے ملامت کرتے۔[۵]

اور بلا شبہ یہ رسول اللہؐ کا ہی حوصلہ تھا کہ اِس صنفِ نازک کے حق میں آپؐ نے اُس وقت نعرہ بلند کیا جب سارا معاشرہ اِس کا مخالف تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد ہو کر

عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہونے کا یہ واقعہ ایک ایسی مثال ہے جو ہمیشہ تاریخ میں سنہری حروف میں لکھی جاتی رہے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اوّلین ذمہ داری یعنی اہلِ خانہ کے نان ونفقہ کا بطورِ خاص اہتمام فرماتے تھے۔ ہر چند کہ آپؐ کے گھر میں وہ دن بھی آئے جب دو دو ماہ تک چولہے میں آگ نہ جلی اور صرف پانی اور کھجور پر گزارہ رہا[۷] اپنے اہلِ خانہ کو حتی المقدور قوت لایموت نہ صرف مہیا فرماتے تھے بلکہ اپنی ذات سے زیادہ اہلِ خانہ کا فکر فرمایا کرتے تھے۔ خود بسا اوقات کھانا نہ ہونے کی صورت میں روزہ کی نیت فرمالیتے تھے۔ ایسے دن بھی آپ پر آئے جب سخت فاقے سے نڈھال ہو کر بھوک کی شدت روکنے کے لئے پیٹ پر سلیں باندھنی پڑیں لیکن اہلِ خانہ کا اپنے سے بڑھ کر خیال رکھتے اور بوقتِ وفات بھی اپنی بیویوں کے نان ونفقہ کے بارے میں تاکیدی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اِن کا خرچہ ان کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جائے[۸] اکثر یہ دعا کرتے اے اللہ! میرے اہل کو دنیا میں قوت لایموت ضرور عطا فرمانا[۹]

جہاں تک اہلِ خانہ سے آپ کی معاشرت کا تعلق ہے آپؐ نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔ بُرا بھلا نہیں کہا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص کی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کا بڑے دکھ کے ساتھ ذکر فرمارہے تھے کہ اِتنے میں وہ شخص آگیا آپؐ اُس کے ساتھ بہت نرمی اور ملاطفت سے پیش آئے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ آپؐ تو اس کی بدسلوکی کا تذکرہ فرمارہے تھے پھر اُس کے ساتھ اِس قدر نرم کلامی کیوں اختیار کی۔ آپؐ نے ایک جملہ میں نہ صرف حضرت عائشہؓ کی حیرت کا جواب دے دیا بلکہ خوش گفتاری کی اپنی دائمی صفت پر خود حضرت عائشہؓ کو گواہ ٹھہراتے ہوئے فرمایا:

یَا عَائِشَۃُ مَتٰی عَھِدْتِنِیْ فَحَّاشًا

اے عائشہؓ اِس سے پہلے مَیں نے کب کسی سے بدکلامی کی ہے جو آج کرتا[۱۰]

حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی درشت کلمہ اپنی زبان پر نہ لائے[۱۱] نیز فرماتی ہیں کہ آپؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خُو تھے اور سب سے زیادہ کریم۔ عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے، آپؐ نے مُنہ پر کبھی تیوری نہیں چڑھائی ہمیشہ مسکراتے ہی رہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کا یہ بھی بیان ہے کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرتؐ نے اپنے کسی خادم یا بیوی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا[۱۲]

آنحضرتؐ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ وہ عظیم خاتون ہیں جنہوں نے رسولِ کریمؐ کے اخلاقِ عالیہ سے ہی متأثر ہو کر از خود آپؐ کو شادی کا پیغام بھیجا تھا اور شادی کے بعد بھی آپؐ کے اخلاقِ کریمہ کا ہی اثر تھا کہ حضرت خدیجہؓ نے اپنا سارا مال اور سب غلام آنحضرتؐ کی نذر کر دیئے اور آپؐ نے اُن سب غلاموں کو آزاد کر دیا[۱۳]

حضرت خدیجہؓ کی فدائیت کا یہ عالم تھا کہ اُنہوں نے کبھی اپنے مال کی اِس بے دریغ تقسیم پر آپؐ سے شکوہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ آپؐ کی تعریف میں رطب اللّسان ہی رہیں اور جب تک زندہ رہیں مکّہ کے شدید دورِ ابتلاء میں آپؐ کی سپر اور پناہ بن کر رہیں۔

رسولِ کریمؐ کے ساتھ قریباً پندرہ برس کا طویل عرصہ گزارنے کے بعد انہوں نے حضورؐ کے حُسنِ معاشرت کے بارے میں جو گواہی دی وہ یہ تھی:

خدا تعالیٰ کبھی آپ کو ضائع نہیں کر سکتا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک فرماتے ہیں[۱۳]

ہمارے آقا و مولیٰ کی اہلی زندگی میں ایک نمایاں خُلق یہ بھی نظر آتا ہے کہ آپؐ بیویوں کے نیک اوصاف کی قدر فرماتے تھے چنانچہ حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں بلکہ اُن کی وفات کے بعد بھی آپؐ نے کئی سال تک دوسری بیوی نہیں کی اور ہمیشہ محبّت اور وفا کے جذبات کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کا محبّت بھرا سلوک یاد کیا۔ آپؐ کی ساری اولاد جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھی اس کی تربیت و پرورش کا خوب لحاظ رکھا۔ نہ صرف اُن کے حقوق ادا کئے بلکہ خدیجہؓ کی امانت سمجھ کر اُن سے کمال درجہ محبّت فرمائی۔ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی آواز کان میں پڑتے ہی کھڑے ہو کر اُن کا استقبال کرتے اور خوش ہو کر فرماتے خدیجہؓ کی بہن ہالہ آئی ہیں۔ گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو اُس کا گوشت حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھجوانے کی تاکید فرماتے۔[۱۴] الغرض آپؐ خدیجہؓ کی وفاؤں کے تذکرے کرتے تھکتے نہ تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "مجھے کبھی کسی زندہ بیوی کے ساتھ اِتنی غیرت نہیں ہوئی جتنی حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ہوئی حالانکہ وہ میری شادی سے تین سال قبل وفات پا چکی تھیں۔[۱۵] کبھی تو مَیں اُکتا کر کہہ دیتی یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اِتنی اچھی اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں اب اس بڑھیا کا ذکر جانے بھی دیں۔ آپؐ فرماتے نہیں نہیں خدیجہؓ اُس وقت میری ساتھی بنی جب مَیں تنہا تھا۔ وہ اُس وقت میری سپر بنیں جب مَیں بے یار و مددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہو گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن سے اولاد عطا کی۔ انہوں نے اُس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلایا۔[۱۶]

مدنی دَور میں آنحضرتؐ کو قومی ضرورت کی بناء پر متعدّد شادیاں کرنی پڑیں اور بیک وقت نَو بیویاں تک آپؐ کے گھر میں رہیں مگر کبھی ان کی ذمّہ داریوں سے گھبرائے نہیں بلکہ نہایت حُسنِ انتظام اور کمال اعتدال اور عدل و انصاف کے ساتھ سب کے حقوق ادا کئے اور سب کا خیال رکھا۔ نمازِ عصر کے بعد سب بیویوں کو اُس بیوی کے گھر میں اکٹھا کر لیتے جہاں آپؐ کی باری ہوتی تھی یوں سب سے روزانہ اجتماعی ملاقات ہو جاتی تھی۔[۱۷] ہر چند کہ آٹھ دن کے بعد ایک بیوی کی باری آتی تھی مگر آنحضرتؐ کی محبّت و شفقت ایسی غالب تھی کہ ہر بیوی کو آپؐ کی رفاقت پر ناز تھا۔ وہ ہر حال میں رسول اللہؐ کے ساتھ راضی اور خوش رہتی تھیں۔ نہ صرف یہ کہ اِن نَو بیویوں میں سے کبھی کسی بیوی نے علیحدگی کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ فتوحات کے دَور میں بیویوں کے بعض دنیوی مطالبات کے جواب میں جب سورۃ احزاب کی آیتِ تخییر اُتری جس میں بیویوں کو مال و دولت اور اپنے حقوق لے کر رسول اللہؐ سے علیحدہ ہو جانے کا اختیار دیا گیا اور ارشاد ہُوا کہ

إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔

(الاحزاب: ۲۹)

تو رسولِ کریمؐ نے باری باری سب بیویوں سے اُن کی مرضی پوچھی کہ وہ حضورؐ کے ساتھ فقر و غربت میں گذارہ کرنا پسند کرتی ہیں یا جُدائی چاہتی ہیں تو سب بیویوں نے بلا توقف یہی مرضی ظاہر کی کہ وہ کسی حال میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنا گوارا نہیں کرتیں۔ سب سے پہلے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو یہ اختیار

دے کر اُن کی رائے لینا چاہی تو اس خیال سے کہ نوعمری میں ہیں کہیں جلدی میں کوئی غلط فیصلہ نہ کر ڈالیں ساتھ یہ نصیحت بھی فرمائی کہ اے عائشہؓ ایک نہایت اہم اور نازک معاملے میں تمہیں حسبِ حکمِ الٰہی جو اختیار دینے والا ہوں اُس کے بارے میں فیصلہ سوچ سمجھ کر اور والدین سے مشورہ کے بعد کرنا۔ حضرت عائشہؓ خود بے شک نوعمر تھیں مگر اُن کا گُھٹا مشق جواب یہ تھا کہ:

یارسول اللہؐ میں کس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں؟ کیا خدا کے رسولؐ سے جُدائی اختیار کرنے کے بارے میں؟

حضرت عائشہؓ بڑے ناز سے فرمایا کرتی تھیں کہ شاید رسول اللہؐ نے مجھے ماں باپ سے مشورہ کرنے کو اس لئے کہا تھا کہ آپؐ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے ہرگز رسولِ خدا سے جُدا ہونے کا مشورہ نہ دیں گے۔ بیویوں کی اس فدائیت کی وجہ دراصل آنحضرتؐ کا اِن کے ساتھ بے تکلفانہ رہن سہن اور حُسنِ سلوک ہی تھا۔ باوجودیکہ تمام دُنیا کی ہدایت اور ایک عالَم تک پیغامِ حق پہنچانے کی ایک کٹھن ذمہ داری آپؐ کے نازک کندھوں پر تھی۔ آپؐ کو بندوں کے حق ادا کرنے کے علاوہ اپنے مولیٰ کی عبادت کا حق بھی پورا کرنا ہوتا تھا لیکن گھر کے کام کاج میں دوسری ذمہ داریوں کی وجہ سے کوئی نقص واقع نہیں ہونے دیتے تھے۔ آپؐ گھریلو کام کاج کو بھی اُتنا ہی اہم سمجھتے تھے جیسا کہ دوسری ذمہ داریوں کو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو وقت آپؐ گھر پر ہوتے تھے گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ آپؐ کو نماز کا بلاوا آتا اور آپؐ تشریف لے جاتے[19]۔ کسی نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے، فرمانے لگیں آپؐ تمام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے تھے۔ بکری خود دوہ لیتے تھے اور ذاتی کام خود کر لیا کرتے تھے[20]۔

ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ آپؐ اپنے کپڑے خود سی لیتے تھے، جُوتے کو ٹانکا لگا لیتے تھے اور گھر کا ڈول وغیرہ خود مرمّت کر لیتے تھے[21]۔ رات کو دیر سے گھر لَوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر کھانا خود تناول فرما لیتے[22]۔

کوشش فرماتے کہ تمام بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں سرِ مُو فرق نہ آئے۔ جنگوں میں جاتے ہوئے جس بیوی کو چاہتے ساتھ لے جا سکتے تھے مگر آپؐ نے کبھی یہ اختیار استعمال نہیں کیا بلکہ ہمیشہ بیویوں میں سے کسی کو ساتھ لے جانے کے لئے قرعہ اندازی فرماتے تھے اور جس کا قرعہ نکلتا اُس کو ہمراہ لے جاتے تھے[23]۔

ہر چند کہ سورۃ احزاب کی آیت تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ میں ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی اختیار مِل جانے کے بعد آپؐ بیویوں کی مقرر شدہ باری کے بھی پابند نہیں رہے تھے مگر پھر بھی زندگی میں ایک دفعہ بھی آپؐ نے اِس اختیار کو استعمال نہیں فرمایا کہ بلا وجہ معمول کی باریوں میں کوئی تفریق کی ہو بلکہ حضرت عائشہؓ اپنے خاص اندازِ محبت میں عرض کیا کرتی تھیں کہ اگر یہ اختیار مجھے ہوتا تو میں تو صرف آپؐ کے حق میں یہ اختیار استعمال کرتی[24]۔

آنحضرتؐ کے بیویوں کے درمیان انصاف کا یہ عالَم تھا کہ آخری بیماری میں بھی جب ازدواجی حقوق کی ادائیگی کے بجائے آپؐ کی تیمارداری کا سوال کہیں زیادہ اہم تھا

اس وقت بھی آپؐ نے اِس دِلی خواہش کے باوجود کہ حضرت عائشہؓ جیسی مزاج شناس بیوی آپؐ کی تیمار داری کرے آپؐ نے باری کی تقسیم کو مقدم رکھا البتہ حضرت عائشہؓ کی باری کی تمنا کرتے ہوئے بار بار پوچھتے ضرور رہے کہ کل میری باری کہاں ہے؟ یہاں تک کہ بیویوں نے خود ہی عائشہؓ کے گھر میں آپؐ کو تیمار داری کی اجازت دی۔[۲۵]

اِتنے مخلصانہ عدل اور منصفانہ تقسیم کے بعد بھی ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو تقویٰ کے بلند اور روشن مینار پر فائز تھے بسا اوقات اِس خیال سے کہ دل کے جذبوں اور طبعی میلان پر تو میرا کوئی اختیار نہیں اِس لئے اگر سب بیویوں کے برابر حقوق ادا کرنے کے بعد بھی اگر میلانِ طبع کسی بیوی کی جانب ہو گیا تو کہیں میرا مولیٰ ناراض نہ ہو جائے۔ تب آپؐ یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تُو جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ انسانی حد تک جو برابر منصفانہ تقسیم ہو سکتی تھی وہ تو مَیں کرتا ہوں اور اپنے اختیار سے بری الذمہ ہوں۔ میرے مولیٰ اب دل پر تو میرا اختیار نہیں اگر اس کا جھکاؤ کسی کی خوبی اور جوہر کی طرف ہے تو تُو مجھے معاف فرما۔[۲۶]

دینِ حق سے پہلے عورت کی ناقدری اور ذلّت کا ایک اور پہلو یہ تھا کہ اپنے مخصوص ایّام میں اُسے سب گھر والوں سے جُدا رہنا پڑتا تھا۔ خاوند کے ساتھ بیٹھنا تو درکنار اہلِ خانہ بھی اِس سے میل جول نہ رکھتے تھے۔[۲۷]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس معاشرتی بُرائی کو دُور کیا اور آپؐ کی شریعت کے ذریعہ ہی یہ حکم اُترا کہ حیض ایک تکلیف دہ عارضہ ہے اِن ایّام میں صرف ازدواجی تعلقات کی ممانعت ہے عام معاشرت ہرگز منع نہیں چنانچہ آنحضورؐ بیویوں کے مخصوص ایّام میں اُن کا اَور زیادہ لحاظ فرماتے۔ اُن کے ساتھ مِل بیٹھتے۔ بستر میں اُن کے ساتھ آرام فرماتے اور ملاطفت میں کوئی کمی نہ آنے دیتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایّامِ مخصوصہ میں بھی بسا اوقات ایسا ہوتا کہ میرے ساتھ کھانا تناول کرتے ہوئے حضورؐ گوشت کی ہڈّی یا بوٹی میرے ہاتھ سے لے لیتے اور بڑی محبّت کے ساتھ اُس جگہ مُنہ رکھ کر کھاتے جہاں سے مَیں نے اُسے کھایا ہوتا تھا۔ کئی دفعہ پانی پی کر برتن حضورؐ کو پکڑا دیتی تھی حضورؐ وہ جگہ ڈھونڈ کر جہاں سے مَیں نے پانی پیا ہوتا تھا وہاں مُنہ رکھ کر پانی پیتے تھے (اور یہ آپؐ کے پیار کا ایک انوکھا اور اَدنیٰ اظہار ہوتا تھا)۔[۲۸]

بیویوں میں سے کوئی بیمار پڑ جاتی تو آپؐ بذاتِ خود اُس کی تیمار داری فرماتے اور تیمار داری کا یہ سلوک کتنا نمایاں اور ناقابلِ فراموش ہوتا تھا اِس کا اندازہ حضرت عائشہؓ کی اُس روایت سے ہوتا ہے جو آپ فرماتی ہیں کہ واقعہ اِفک میں الزام لگنے کے بعد جب مَیں اتفاق سے بیمار پڑ گئی تو اُس وقت تک اپنے خلاف لگنے والے الزامات کی مجھے کوئی خبر نہ تھی البتہ ایک بات مجھے سخت کھٹکتی تھی کہ ان ایّام میں مَیں آنحضرتؐ کی طرف سے محبّت اور شفقت بھرا تیمار داری کا وہ کریمانہ سلوک محسوس نہیں کرتی تھی جو اِس سے پہلے بیماری میں آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ واقعہ اِفک کے زمانہ کے دَوران تو بس اِتنا تھا کہ آپؐ میرے پاس آتے، سلام کرتے اور یہ کہہ کر کہ کیسی ہو واپس تشریف لے جاتے۔ اِس سے مجھے تکلیف ہوتی تھی کہ پہلے بیماری میں تو ناز اُٹھائے جاتے تھے اب اِن کو کیا ہو گیا ہے۔[۲۹]

یوں تو آپؐ سب بیویوں کی دلداری کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے مگر حضرت عائشہؓ کی کم سِنی کے ساتھ زیرکی اور ذہانت اور مزاج شناس ہونے کی وجہ سے اِن پر خاص شفقت ہوتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے

کہ عائشہؓ کی فضیلت باقی بیویوں پر ایسے ہے جیسے ثرید یعنی
گوشت والے کھانے کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہوتی ہے۔
یہ بھی فرماتے تھے کہ بیویوں میں سے صرف عائشہؓ ہی ہے
جن کے بستر میں بھی مجھے وحی ہو جاتی ہے[30]۔ آپؐ حضرت
عائشہؓ سے علم سیکھنے کے لئے بھی تلقین فرماتے تھے حضرت
عائشہؓ کی نوعمری کی وجہ سے اُن کے ساتھ جو حُسنِ سلوک تھا
اُس کو خود حضرت عائشہؓ یوں بیان فرماتی ہیں کہ :

"شادی کے بعد بھی میں آنحضرتؐ کے گھر
میں گڑیاں کھیلا کرتی تھی۔ میری کچھ سہیلیاں
میرے ساتھ کھیلنے آتی تھیں جب حضورؐ گھر میں
تشریف لاتے تو وہ حضورؐ کے رُعب سے بھاگ جاتیں
حضورؐ میری خاطر اُن کو اکٹھا کر کے واپس گھر
میں لاتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتی رہتیں۔"[31]

آپؐ بیویوں کے ساتھ اُن کی دلچسپی اور ان کے
معیار کے مطابق باتیں کرنا پسند فرماتے۔ حضرت عائشہؓ
فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ہم کمرے میں تھے ہوا کا جھونکا آیا
تو اُس الماری کا پردہ ہٹ گیا جس کے پیچھے میری کھیلنے کی
گڑیاں رکھی تھیں رسولِ کریمؐ دیکھ کر فرمانے لگے اے عائشہؓ
یہ کیا ہے؟ مَیں نے عرض کی حضورؐ میری گڑیاں ہیں۔ حضورؐ
اِس توجہ سے یہ سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے کہ گڑیوں
کے درمیان میں چمڑے کے دو پروں والا جو ایک گھوڑا
آپؐ نے دیکھا اُس کے بارے میں پوچھا کہ عائشہؓ یہ ان
گڑیوں کے درمیان میں کیا رکھا ہے۔ مَیں نے کہا گھوڑا
ہے۔ آپؐ پروں کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے اِس کے
اُوپر کیا لگا ہے۔ مَیں نے کہا اِس گھوڑے کے دو پَر ہیں۔
تعجب سے فرمانے لگے گھوڑے کے دو پَر۔ مَیں نے کہا
آپؐ نے سُن نہیں رکھا کہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں
کے پَر ہوتے تھے۔ اِس پر آنحضرتؐ ہنسے اِتنا ہنسے کہ مجھے
آپؐ کے دانت نظر آنے لگے[32]۔

سفروں میں جو بیوی ہمراہ ہوتی اُس کے آرام اور
دلداری کا خاص خیال رکھتے۔ روایات میں حضرت عائشہؓ
کا ہار ایک سے زیادہ مرتبہ گُم ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ ایک
ایسے ہی موقعے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال
شفقت سے حضرت عائشہؓ کے ہار کی تلاش میں کچھ
لوگ بھجوائے اور نتیجۃً اسلامی لشکر کو اُس جگہ پڑاؤ کرنا
پڑا جہاں پینے کے لئے پانی میسّر تھا نہ وضوء کے لئے ۔
ایسی صورت میں حضرت عائشہؓ کے والد حضرت ابوبکرؓ بھی
آپؓ سے ناراض ہو گئے اور سختی سے اُنہیں فرمانے لگے :
تم ہر سفر میں ہی مصیبت اور تکلیف کے سامان پیدا کر دیتی ہو۔
مگر آنحضرتؐ نے کبھی ایسے موقع پر حضرت عائشہؓ کو جھڑکا
تک نہیں حالانکہ اُن کی وجہ سے آپؐ کو پورے لشکر کا
پروگرام بدلنا پڑا اور تکلیف بھی اُٹھانی پڑی۔ گھر میں تو اِس
دلداری کے نظارے اکثر وبیشتر دیکھنے میں آتے تھے۔ عید
کا دن ہے۔ حضرت عائشہؓ کے گھر میں کچھ بچیاں دَف بجا
کر جنگِ بُعاث کے نغمے گا رہی ہیں۔ اِتنے میں حضرت
ابوبکرؓ تشریف لاتے ہیں اور اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ کو
ڈانٹتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے گھر میں یہ گانا بجانا کیسا ؟
آنحضرتؐ حضرت عائشہؓ کی طرفداری کرتے ہوئے فرماتے
ہیں: اے ابوبکرؓ! ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے آج مسلمانوں
کی عید ہے اِن بچیوں کو کچھ خوشی کر لینے دو[33]۔

ایک اَور عید کے موقع پر اہلِ حبشہ مسجدِ نبویؐ کے
وسیع دالان میں جنگی کرتب دکھا رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت عائشہؓ سے فرماتے ہیں کہ کیا تم بھی یہ کرتب
دیکھنا پسند کرو گی اور پھر اُن کی خواہش پر اُنہیں اپنے

پیچھے کر لیتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ دیر تک آپؐ کے پیچھے کھڑی رہیں اور آپؐ کے کندھے پر ٹھوڑی رکھے آپؐ کے رخسار کے ساتھ رخسار ملائے یہ کھیل دیکھتی رہیں آپؐ بوجھ سہارے کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود تھک گئی۔ آپؐ فرمانے لگے اچھا کافی ہے تو پھر اب گھر چلی جاؤ۔[۳۳]

حضرت عائشہؓ یہ واقعہ سنا کر فرمایا کرتی تھیں کہ نوعمر لڑکیوں کو کھیل تماشا کا جو شوق ہوتا ہے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کتنا لحاظ رکھتے تھے اور اُن کی ہر جائز خواہش پورا کرنے میں کوئی تامّل نہیں فرماتے تھے۔ ہر چند کہ حضرت عائشہؓ سے شادی کے وقت آپؐ کی عمر کا تفاوت چالیس برس سے بھی زائد تھا جو بہت سنجیدگی اور تکلف پیدا کر سکتا تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ کی دل لگی اور ناز برداری کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اُن کا دل بہلانے کے لئے آپؐ ہمیں کہانیاں سُناتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ ایک دفعہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو تیرہ عورتوں کی ایک کہانی سُنائی جنہوں نے ایک دوسرے کو اپنے خاوندوں کے کچے چِٹھے خوب خوب کھول کر سنائے مگر ایک عورت اُمّ زرعہ جسے اُس کے خاوند ابو زرعہ نے کہانی کے مطابق بعد میں طلاق دے کر اَور شادی کر لی تھی اُس نے اپنے خاوند کی جی بھر کر تعریف کی اور کہا کہ ابو زرعہ جیسا خاوند مشکل سے ہی ملتا ہے۔ رسول کریمؐ یہ کہانی سُنا کر حضرت عائشہؓ سے فرمانے لگے تمہاری اور میری مثال اُمّ زرعہ اور ابو زرعہ کی سی ہے تم میری اُمّ زرعہ ہو اور میں تمہارا ابو زرعہ ہوں مگر دیکھنا ابو زرعہ نے تو اُمّ زرعہ کو طلاق دے دی تھی میں تمہیں طلاق ہرگز نہ دوں گا۔[۳۴] حضرت عائشہؓ کے جذبات کا جس قدر خیال ہوتا تھا

اُس کا اندازہ اِس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ فارس کا ایک باشندہ رسولِ کریمؐ کا ایک ہمسایہ تھا جو سالن بہت عمدہ پکاتا تھا اُس نے ایک دن رسول کریمؐ کے لئے کھانا تیار کیا اور پھر آپؐ کو بُلانے آیا۔ حضرت عائشہؓ اُس وقت پاس ہی تھیں آپؐ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ بھی ساتھ آ جائیں (غالباً اُس نے تکلّف اور زیادہ اہتمام کے اندیشے سے) نفی میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا پھر مَیں بھی نہیں آتا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ بُلانے آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میری بیوی بھی ساتھ آ جائے۔ اُس نے پھر نفی میں جواب دیا تو آپؐ نے دعوت میں جانے سے معذرت کر دی۔ وہ چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد پھر آیا اور گھر آنے کی دعوت دی تو آپؐ نے پھر اپنا وہی سوال دُہرایا کہ یہ بھی آ جائیں تو تیسری مرتبہ اُس نے حضرت عائشہؓ کو ساتھ لانے کی حامی بھری۔ اِس پر آپؐ اور حضرت عائشہؓ دونوں اُس ایرانی کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دونوں نے کھانا تناول فرمایا۔[۳۵] (باقی)

[۱] بخاری کتاب التفسیر۔
[۲] مسند احمد بن حنبل بحوالہ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد جلد ۹ صفحہ ۔
[۳] ترمذی کتاب المناقب۔
[۴] نسائی کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء۔
[۵] مسلم کتاب الفضائل باب فی رحمۃ النبیؐ۔
[۶] بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبیؐ۔
[۷] بخاری کتاب الوصایا باب نفقۃ القیم للوقت۔
[۸] مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔
[۹] بخاری کتاب الادب باب المداراۃ مع الناس۔
[۱۰] شمائل ترمذی باب ما جاء فی خلق رسول اللہؐ۔

۱؎ شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہؐ۔
۲؎ سیرۃ ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۲۰۴۔
۳؎ بخاری بدء الوحی۔
۴؎ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل خدیجہؓ۔
۵؎ بخاری کتاب الادب باب حسن العھد من الایمان۔
۶؎ مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ بیروت
۷؎ بخاری کتاب التفسیر سورہ تحریم۔
۸؎ بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب۔
۹؎ بخاری کتاب الادب باب کیف یکون الرجل فی اھلہ۔
۱۰؎ مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۹۷ و صفحہ ۲۴۲
۱۱؎ مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۸۵۔
۱۲؎ مسلم کتاب الاشربہ۔
۱۳؎ بخاری کتاب الجہاد باب حمل الرجل امرأۃ تدلی الغزوہ۔
۱۴؎ بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب۔
۱۵؎ بخاری کتاب المناقب فضل عائشۃ۔
۱۶؎ ترمذی کتاب النکاح۔
۱۷؎ صحیح مسلم کتاب الحیض۔
۱۸؎ ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی مواکلۃ الحائض۔
۱۹؎ بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بنی المصطلق۔
۳۰؎ بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشۃ۔
۳۱؎ بخاری کتاب الادب باب الانبساط الی النّاس۔
۳۲؎ ابوداؤد کتاب الادب باب فی اللعب بالبنات۔
۳۳؎ بخاری کتاب العیدین۔
۳۴؎ بخاری کتاب العیدین۔
۳۵؎ بخاری کتاب النکاح باب حسن المعاشرۃ مع الاھل۔
۳۶؎ مسلم کتاب الاطعمۃ۔
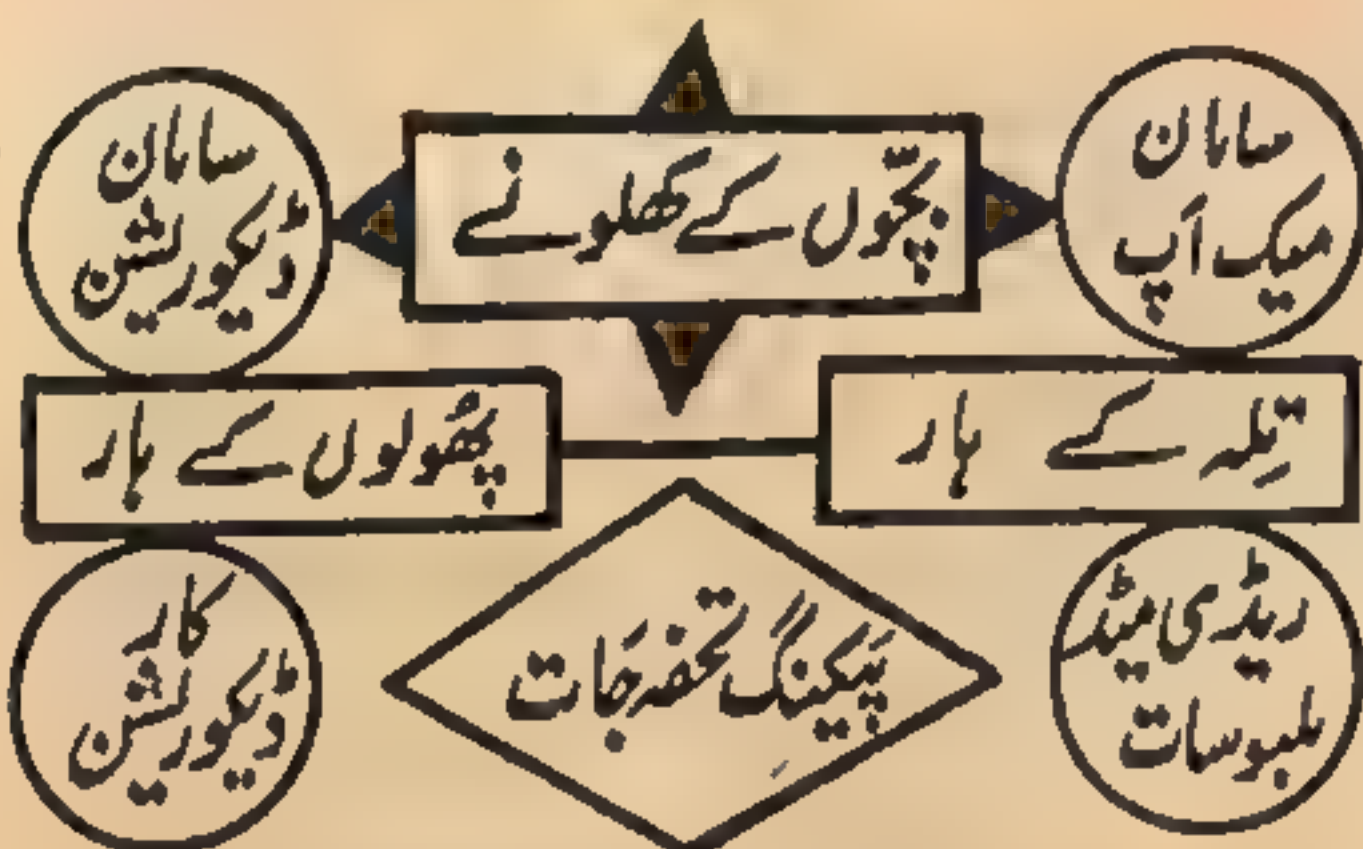
خریداران تشحیذالاذہان

اپنے پتہ کی تبدیلی کی اطلاع جلد دیا کریں تاکہ پرچہ ضائع نہ ہو۔ (مینجر تشحیذ۔ ربوہ)

"وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"

احمدی نوجوانوں کی تنظیم ــــ حضرت مصلح موعود کا ایک عظیم احسان

یہ مضمون آج سے پچّیس سال قبل پیارے آقا حضرت امام جماعتِ احمدیہ ــــ الرابع نے تحریر فرمایا تھا۔ آپ اس وقت نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے عہدے پر فائز تھے۔ نومبر ۱۹۶۴ء کے "خالد" میں یہ مضمون شائع ہوا تھا۔ ادارہ اپنی ذمّہ داری پر یہ مضمون شائع کر رہا ہے۔

ایک قوم کا راہنما اُس قوم کا مُحسن بھی ہو سکتا ہے اور قوم کو ہلاک کرنے والا بھی۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں اپنی قوم کو ہلاکت کے سَیلاب سے بچا کر کامیابی کے گھاٹ پر اُتارتے ہوئے نظر آتے ہیں وہیں ہمیں فرعون کی یہ تصویر بھی دکھائی دیتی ہے کہ فَاَوْرَدَھُمُ النَّارَ وہ اپنی قوم کو جہنّم کی طرف لے گیا۔ پس رہنما کی حیثیت بڑی اہم اور غیر معمولی ذمّہ داری کی حامل ہوتی ہے اور خوش بخت ہوتا ہے وہ راہنما جو اپنی قوم کا محسن ہو اور خوش نصیب ہوتی ہے وہ قوم بھی جسے ایک محسن راہنما عطا ہو۔ کیونکہ اس کے احسانات کا دائرہ ایک عام مُحسن کے احسانات کی طرح محدود نہیں ہوتا بلکہ بنی نوع انسان کا ایک وسیع حصّہ اس سے فیضیاب ہوتا ہے۔

مَیں آج اپنے جس راہنما کے ایک احسان کا تذکرہ کرنے لگا ہوں اس کی تو پیدائش سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدّر کر رکھا تھا کہ وہ قوم کا ایک مُحسن راہنما ہوگا اور اپنے حُسن و احسان میں امامِ آخرالزمان کا نظیر ہوگا یہی نہیں کہ صرف اس کی اپنی قوم ہی اس کے احسانات سے فیضیاب ہوگی بلکہ وہ فیض بہت سی قوموں کے لئے عام ہوگا قومیں اُس سے برکت پائیں گی اور وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

حضرت المصلح الموعود کے حُسن و احسان کا ذکر لمبے تذکروں اور عمر بھر کی محفلوں کو چاہتا ہے۔ آپ کے احسانات میں سے بعض تو انفرادی نوعیّت کے ہیں اور آپ کے زمانۂ (امامت)..... میں لاکھوں کی جماعت میں جابجا بکھرے پڑے ہیں۔ پھر وہ جماعت کے دائرہ تک ہی محدود نہیں بلکہ غیر از جماعت افراد میں سے بھی سینکڑوں ہزاروں نے مختلف وقتوں میں مختلف صورتوں میں ان کے میٹھے پھل چکھے بلکہ خوب سیر شکمی کے ساتھ ان سے لطف اندوز ہوئے

لیکن اِن احسانات کا تذکرہ نہ تو میرا مقصود ہے نہ ہی مَیں بعض مصالح کے پیشِ نظر ان کا ذکر مناسب سمجھتا ہوں۔ مَیں نے اپنے اِس مضمون کے لئے جس نوعیّت کے احسانات میں سے صرف ایک کو چُنا ہے وہ قومی احسانات ہیں یعنی ایسے احسانات جن کے دائرے میں کم وبیش ایک قوم کے تمام افراد سما سکتے ہیں جو ایسی بارش کی طرح ہوتے ہیں کہ جن وسیع علاقوں پر برستے ہیں شاداب اور بنجر زمینوں کی تمیز نہیں کرتے چٹانیں بھی ان سے ویسا ہی حصّہ پاتی ہیں جیسے زرخیز زمین، ریگستانوں پر بھی ویسا ہی برستے ہیں جیسے بوستانوں پر۔

پھر یہ احسانات بھی آگے دو قسموں میں منقسم کئے جا سکتے ہیں۔ کچھ ایسے جن کو وسعتِ مکانی تو حاصل ہو لیکن وسعتِ زمانی سے محروم ہوں اور ان کا عرصۂ فیض عارضی اور وقتی ہو۔ جیسے ہمیں کئی قسم کی وقتی مگر شدید مشکلات اور خوفناک اِبتلاؤں میں سے مختلف وقتوں میں حضور (المصلح الموعود۔ ناقل) کامیابی کے ساتھ نکال کر لے جاتے رہے۔ ایسے تمام احسانات گو بہت ہی عظیم الشان نوعیّت کے ہیں اور اِس لائق ہیں کہ ہمیشہ تاریخ میں سُنہری حروف سے لکھے جائیں لیکن اِس سے بھی انکار نہیں کہ ان کا عرصۂ فیض رسانی عارضی تھا۔ ان کے مقابل پر بعض قومی احسانات وسعتِ مکانی بھی اپنے اندر رکھتے ہیں اور وسعتِ زمانی بھی۔ میرے نزدیک احسانات کی جُملہ اقسام میں سے یہ قسم سب سے زیادہ حسین، قابلِ ستائش اور لائقِ شکریہ ہے۔

صاحبِ شریعت انبیاء کے سوا بہت کم دوسرے راہنماؤں کو خواہ مذہبی ہوں یا غیر مذہبی یہ توفیق ملتی ہے کہ اِس قسم کے مُستقل اور وسیع نوعیّت کے احسانات سے جو گویا ایک وسیع اور عظیم الشان صدقۂ جاریہ کا رنگ رکھتے ہوں اپنی قوم کو نوازیں۔ اِس پہلو سے دُنیا کا محسنِ اعظم حُسن واحسان میں لاثانی جس کے پاسنگ کو بھی کوئی دوسرا نہیں پہنچا، بلاشبہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ والاصفات ہے کہ اپنے احسان میں عرب وعجم اور گورے کالے کی تمیز نہ رکھی اور دُنیا کی ہر قوم کا محسن بن کر آئے اور زمانے کی انتہاء تک آپ کے احسانات کا سِلسلہ ممتد ہوُا۔ یہ محض آپ ہی کی قوّتِ قدسیہ کا فیض ہے کہ آپ کے غلام زادوں کو بھی آپ کی پیروی میں آپ کے اس عظیم الشان حُسن و احسان میں سے کچھ حصّہ ملا اور ان کا دائرۂ فیض بھی وسیع ہوُا اور ان کا عرصۂ فیض مختلف زمانوں تک ممتد ہوُا۔

حضرت مصلح موعود کے اِس نوعیّت کے احسانات میں سے آج میں مجلسِ خدام الاحمدیہ کے قیام کا ذکر کرتا ہوں اور یہ احسان اِتنا عظیم الشان اور ایسا دُور اثر ہے کہ اس کی عظمت کا صحیح اندازہ شاید بعد کے آنے والے مؤرخین ہی صحیح لگا سکیں گے ہماری نظر میں اپنے قُرب کی وجہ سے ابھی اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی اہل نہیں۔

قوموں کی اخلاقی ترقّی اور تنزّل کے اتار چڑھاؤ کے خطوط کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اخلاقی گراوٹ ہمیشہ نوجوان نسلوں کے ذریعہ شروع ہوتی ہے گویا ہر دوسری نسل زینے کے اگلے قدم کی حیثیت رکھتی ہے اور بالعموم قوموں کا اخلاقی سفر اپنی ہر اگلی نسل کی اخلاقی گراوٹ کے ذریعہ ایک زینہ اُترتے ہوئے شخص کے مشابہ ہوتا ہے۔ قرآن حکیم نے اسی خطرے سے مسلمانوں کو مختلف رنگ میں خبردار فرمایا لیکن افسوس کہ انہوں نے خطرے کی ان جھنڈیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کی اور اس بروقت

تنبیہہ سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس خطرے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے فَخَلَفَ مِنۡ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ کہ قومیں اس طرح تنزل اختیار کرتی ہیں کہ جب نیک نسلیں گزرنے لگتی ہیں تو اپنے پیچھے نوجوانوں کی ایسی نسلیں چھوڑ جاتی ہیں جو عبادتِ الٰہی سے غافل ہو جاتے ہیں اور ہوا و ہوس سے آنکھ مچولی کھیلنے لگتے ہیں۔ پس اس نئی نسل کی حفاظت کی غرض سے بلکہ ہر آئندہ نسل کو ٹھوکروں سے بچاتے اور استحکام بخشنے کی خاطر ۳۱ جنوری ۱۹۳۸ء کو حضرت (مصلح موعود۔ ناقل) نے مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب جماعت مصری فتنے سے نبرد آزما تھی چنانچہ سب سے پہلے مجلس خدام الاحمدیہ کے سپرد جو کام کیا گیا وہ اسی فتنے کا مقابلہ تھا لیکن یہ تو ایک وقتی اور معمولی بات تھی۔ خدام الاحمدیہ کے قیام کی اصل غرض و غایت اس سے بہت زیادہ وسیع، اہم تر اور شاندار تھی۔ اپنی ابتدائی صورت میں مجلس خدام الاحمدیہ صرف دس۱۰ نوجوانوں پر مشتمل تھی لیکن بہت جلد اس کا پھیلاؤ بڑھ گیا اور بالآخر تمام احمدی نوجوانوں کی اس میں شمولیت لازمی قرار پائی۔ قیام کے پانچ روز بعد یعنی ۴ فروری ۱۹۳۸ء کو اِس مجلس کا باقاعدہ نام مجلس خدام الاحمدیہ رکھا گیا۔ ابتداء میں مطمح نظر تحصیلِ علم کے بعد قلمی جہاد کرنا تھا چنانچہ یہ چند نوجوان قرآن و حدیث، تاریخ و فقہ اور دیگر (دینِ حق کے۔ ناقل) علوم سے ٹھوس استفادہ کرنے کے بعد اہم دینی مسائل پر مضامین لکھنے کی مشق کرتے اور ان میں سے بعض اخبارات میں بھی شائع کرواتے۔ ان مضامین سے متعلق حضور (حضرت مصلح موعود۔ ناقل) نے خود اپنی اِس قیمتی رائے کا اظہار فرمایا کہ

"وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے مضمونوں سے دوسرے نمبر پر نہیں ہیں۔"

ان دنوں مجلس خدام الاحمدیہ کی مثال ایک عظیم الشان دریا کے منبع کی طرح تھی جو ایک چھوٹے سے پہاڑی چشمے کی صورت میں پھوٹتا ہے اور اس کے دہانے پر کھڑے ہو کر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ یہی پانی بڑھ کر عظیم الشان دریا بن جائے گا جس سے نہریں نکالی جائیں گی اور پیاسی زمینیں سیراب کی جائیں گی۔ چنانچہ بعینہٖ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ کا چشمہ بھی پھوٹا۔ اس چشمہ کے مقدر میں ایک **نافع الناس** دریا بننا تھا جس کا دھارا دن بدن نئے مقاصد کی شمولیت کے ساتھ موٹا ہوتا چلا گیا اور کاموں کا پھیلاؤ دن بدن بڑھتا ہی چلا گیا۔ تربیت کے نئے نئے پروگرام مرتب ہونے لگے اور اس ذہن سے جس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ آبپاشی کی نئی نئی سکیمیں پھوٹنے لگیں۔ "وقارِ عمل" کے ذریعے خدام الاحمدیہ سے توقع کی گئی کہ وہ جھوٹی عزتوں کو مٹا کر ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہی میں عزت اور فخر محسوس کریں۔ معذوروں، مسکینوں اور بیوگان وغیرہ کی خبر گیری کی تلقین کے ساتھ شعبۂ خدمتِ خلق وجود میں آیا اور اپنی ذات میں یہی ایک وسیع لائحہ عمل کی صورت اختیار کر گیا۔ نماز باجماعت کے قیام کی جدوجہد بھی خدام الاحمدیہ کے سپرد کی گئی۔ اور یہ کام بھی اپنی اہمیت کے لحاظ سے خدام الاحمدیہ کے لائحہ عمل میں ایک نمایاں حیثیت اختیار کر گیا اور صرف اسی حد تک نہیں رہا بلکہ دیگر تربیتی امور کی شمولیت کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک اہم اور بنیادی شعبہ

بن گیا جسے "شعبہ تربیت" کہا جاتا ہے۔ انسداد آوارہ گردی کی طرف بھی خاص توجہ کی گئی۔ لغویات سے روکنے کا کام بھی سپرد ہوا۔ غرضیکہ گزرتے ہوئے وقت کے پہلو بہ پہلو مجلس خدام الاحمدیہ جُوں جُوں اپنا یہ تاریخی سفر طے کرتی چلی گئی آسمانی پانی سے بھرپور نئے ندی نالے اس میں آآکر ملتے رہے کہیں تربیتی پروگرام کے نالے نے اس کے حجم میں اضافہ کیا اور کہیں خدمتِ خلق کا نالہ اس میں آشامل ہوا۔ (دعوت الی اللہ۔ ناقل) کا بھی ایک علیحدہ پروگرام مجلس کے سپرد کیا گیا اور شعبہ (دعوتِ الی اللہ۔ ناقل) کی الگ بنا ڈالی گئی چنانچہ ۱۹۳۹ء کے اواخر تک یہ مجلس صرف پروگرام کے لحاظ سے ہی وسیع تر نہیں ہوئی بلکہ اپنی رُکنیت کے لحاظ سے بھی اسکے دائرے نے چند افراد سے پھیل کر ساری جماعت کے نوجوانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اب ہر وہ فرد جماعت جو پندرہ سال کی عمر سے چالیس سال کی عمر تک ہو ... ایک احمدی نوجوان لازماً اس کا ممبر شمار ہونے ...

حضور نے جس عظیم اور مستقل مقصد کو پیش نظر رکھ کر اس مجلس کو قائم فرمایا تھا وہ حضور کے اِن الفاظ سے ظاہر ہے:۔

"میری غرض اِس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہَوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولاد کے دلوں میں دفن ہے اور پرسوں ان کی اولاد کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے ہمارے دلوں کے ساتھ سمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرلے جو دُنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔ اگر ایک یا دو نسل تک یہ تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دے گی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔"

(الفضل ۱۷، فروری ۱۹۳۹ء)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"مَیں دیکھ رہا ہوں کہ سلسلے پر کیا کیا حملہ کیا جائے گا اور مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے ان حملوں کا کیا جواب دیا جائے گا ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے اور اس کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہیں اور درحقیقت یہ روحانی ٹریننگ اور روحانی تعلیم و تربیت ہے اس فوج کی جس فوج نے احمدیت کے دشمنوں کے مقابلہ میں جنگ کرنی ہے جس نے احمدیت کے جھنڈے کو فتح اور کامیابی کے ساتھ دشمن کے مقام پر گاڑنا ہے۔ بے شک وہ لوگ جو ان باتوں سے واقف نہیں ہیں وہ میری باتوں کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ آج نوجوانوں کی ٹریننگ اور ان کی تربیت کا زمانہ ہے اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کچھ نہیں ہوا مگر جب قوم تربیت پاکر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے دُنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اُٹھنے پر اُٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے

پر بیٹھ جائے دُنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا
کر دیا کرتی ہے۔"
(الفضل ۷۔ اپریل ۱۹۳۹ء)

پس کیا کسی راہنما کا اپنی قوم پر یہ احسان کم ہے
کہ وہ اس کے موجود نوجوانوں کی تربیت ہی کا نہیں بلکہ نسلاً
بعد نسلٍ نوجوانوں کی ہر آنے والی پَود کی تربیت کا بھی ایک
ایسا شاندار اور باقی رہنے والا انتظام کرے کہ وہ خام
مال کی طرح اس کے قائم کردہ تربیت کے ایک عظیم الشان
کارخانہ میں داخل ہوں اور جب دوسرے کنارے سے
تیار ہو کر نکلیں تو ایک اعلیٰ درجہ کی صیقل شدہ مکمل کل
کی صورت اختیار کر چکے ہوں جو نظامِ (دینِ حق۔ناقل)
کا ایک زندہ خلاصہ ہو۔

مَیں مجلس خدام الاحمدیہ کے رُکن کی حیثیت سے
.....یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر احمدی نوجوان مجلس خدام الاحمدیہ
کے عظیم الشان کارخانے میں سے وسیع پیمانے پر طوعاً و
کرہاً نہ گزارے جاتے تو آج احمدیت کے مسائل سینکڑوں
گنا زیادہ بھیانک صورت اختیار کر چکے ہوتے حضرت
(بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ناقل) کے تربیت یافتہ (رفقاء۔
ناقل) کے گذر جانے کے بعد ہماری مثال ایک ایسے
ملک کی سی ہوتی جس کی فوج ابتداءً چیدہ چیدہ نامور
مشّاق ماہرِ فن سپاہیوں پر مشتمل ہو لیکن رفتہ رفتہ وہ
سارے سپاہی ملک کے نام کی خاطر اپنا اپنا وقت پورا
کر کے قربان ہو چکے ہوں اور اس وقت یہ تکلیف دہ بھیانک
صورتِ حال درپیش ہو کہ ان کی جگہ لینے کے لئے سپاہیوں
کی کوئی دوسری فوج تیار نہیں۔ نہ ہی کوئی ایسی تربیت گاہ
موجود ہے جہاں سے ڈھل ڈھل کر نئے سپاہی پرانے
گزرنے والوں کی جگہ لینے کے لئے آگے آتے رہیں۔

مجلسِ خدام الاحمدیہ نے نئی نسلوں کی تیاری کے سلسلے
میں بعینہٖ .... تربیت گاہوں کا سا کام کیا ہے اور احمدیت
کے بقا اور قیام کے سلسلہ میں اس تحریک کی قیمت کا
اندازہ کرنا ہر نظر کے بس کی بات نہیں۔ اس کے لئے
ایک جوہری کی آنکھ کی ضرورت ہے اور ایک ماہرِ فن
کی بصارت درکار ہے۔ مَیں مشاہدہ کی بناء پر نہایت
بصیرت سے یہ گواہی دیتا ہوں کہ مصلح موعود کے
دوسرے تمام احسانات سے اگر وقتی طور پر آنکھیں
بند بھی کر لی جائیں تو صرف مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام
ہی آپ کو سچّا اور برحق مصلح موعود ثابت کرنے کیلئے
کافی ہے۔ کتنی بگڑی ہوئی زندگیاں اِس نظام کے ذریعے
سنور گئیں اور سنورتی چلی جا رہی ہیں۔ کتنے ہی (دینِ
حق۔ناقل) سے دُور ہوتے ہوئے قدموں کو اس کی
سلاسل نے تھام لیا۔ کتنے ہی غیر ذمہ دار کندھوں پر
ذمہ داری کے بوجھ لادے اور غلامانہ ان کو (دینِ حق)
کی خدمت کے لئے مسخر کر لیا۔ مجھ سے ایک مرتبہ ایک
بڑی مجلس کے قائد نے بیان کیا کہ اگر مجلس خدام الاحمدیہ
کی تحریک نہ ہوتی تو مَیں شائد (دینِ حق۔ناقل) ہی سے
نہیں خدا سے بھی برگشتہ ہو چکا ہوتا۔ انہوں نے میرے
سامنے جو اپنی زندگی کے حالات بیان کئے ان سے
ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنی کالج کی تعلیم کے زمانہ میں کُلیتہً
مذہب سے متنفر ہو چکے تھے اور احمدیت سے عملاً
لاتعلق ہو گئے تھے لیکن ان کے احتجاجات کے باوجود
مجلسِ خدام الاحمدیہ کے کارندوں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا
اور آخر رفتہ رفتہ دین کی محبت کا ایسا شعلہ ان کے سینے
میں بھڑکا دیا اور خدمتِ (دینِ حق۔ناقل) کی ایسی لَو
لگا دی کہ اب خدام الاحمدیہ انہیں چھوڑ بھی دے تو وہ

اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ تو صرف نمونہ کی ایک مثال ہے لیکن فی الحقیقت ایسی مثالیں ایک یا دو یا سینکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزارہا سے بڑھ کر ہوں گی کہ دین سے دُور ہٹتے ہوئے نوجوانوں کو مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی برکت سے اپنا رُخ موڑ کر دین کی طرف والہانہ قدموں کے ساتھ بڑھنے کی توفیق ملی اور اس حقیقت کا تو ہر خادم زندہ گواہ ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے طفیل اسے کتنی ہی نیکیوں کے اختیار کرنے کی توفیق ہوئی اور کتنی ہی بدیوں سے بچنے کے بروقت اِنتباہ پہنچے اگر دیانتداری سے ہر خادم اپنے اعمال کا ایک سرسری سا جائزہ بھی لے تو یقیناً یہ حقیقت اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہے گی (خواہ اس کا واضح احساس اس سے پہلے اسے ہوا ہو یا نہ ہوا ہو) کہ اس کے بہت سے نیک اعمال، اس کے دینی علم کی پُونجی کا ایک معتد بہ حصّہ، اس کی قوتِ عمل، اس کے اخلاقِ حسنہ، اس کا انکسار، اس کی بدیوں سے نفرت، اس کے خدمتِ خلق کے جذبات، اس کی اطاعت کی رُوح، اس کا نظام کا احترام، اس کی عادات و اطوار کی باقاعدگی اور مستقل مزاجی، اس کی تحریر اور اس کی تقریر بلکہ اس کا اُٹھنا بیٹھنا، جاگنا اور سونا یعنی زندگی کے تمام انواع کے افعال اور تصوّرات مجلسِ خدام الاحمدیہ کے ممنونِ احسان اور مرہونِ منت ہیں۔ کوئی شعبۂ حیات ایسا نہیں جس کی خوبیوں کو جلا بخشنے میں مجلسِ خدام الاحمدیہ کا نہ تھکنے والا ہاتھ کارفرما نظر نہ آتا ہو۔ کوئی بدیاں ایسی نہیں جنہیں مٹا ڈالنے کے لئے اس ہاتھ نے ان تھک جدّوجہد نہ کی ہو۔ غرضیکہ ہماری زندگیاں سرتاپا اسی مجلس کے سانچوں میں ڈھلی ہوئی ہیں۔

یہ درست ہے کہ خام مال اپنی خام کاری کے سبب بعض اوقات ہر سانچے میں ڈھل نہیں سکتا اور نقاش کے ہر نقش کو اپنی ہستی پر جانے کا اہل نہیں ہوتا مگر جس حد تک بھی ہم میں سے کوئی صیقل ہو سکا اور جس قدر بھی حسین نقوش ہماری صورتوں کو زینت بخش سکے ہیں وہ تمام تر نہ سہی مگر ان میں سے بعض بلکہ بہت سی صورتوں میں اکثر مجلس خدام الاحمدیہ کے احسان کی گواہی دے رہے ہیں اور اس مُحسن راہنما کے حُسن و احسان کے گیت گا رہے ہیں جس کی پیدائش سے بھی پہلے امامِ وقت کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ "وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔"

رُوسی اقتصادیات

"اِس وقت بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ رُوس اقتصادی طور پر کامیاب ہو رہا ہے لیکن جب اس کی صنعت بڑھے گی اُس وقت اس کا بھانڈا پھُوٹ جائے گا اور اقتصادی طور پر وہ بالکل گر جائے گا۔"

"....کا اقتصادی نظام صفحہ ۱۲۵
(تقریر حضرت مصلح موعود ۱۹۴۵ء)

ضروری گزارش!

خریدار حضرات اپنے تبدیلیٔ پتہ سے ضرور مطلع کرتے رہا کریں تاکہ پرچہ ضائع نہ ہو۔ (مینجر خالد ربوہ)

تعارف کتب

روئداد جلسہ دُعا

تاریخ تصنیف :- ۲ر فروری ۱۹۰۰ء

صفحات :- ۴۰

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۵)

۲ر فروری ۱۹۰۰ء کو عید الفطر کے روز حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریک پر سرکارِ برطانیہ کی کامیابی کے لئے دعا کے لئے ایک عام جلسہ منعقد ہوا جس میں قادیان اور قریبی دیہات کے علاوہ افغانستان، عراق، مدراس، کشمیر اور ہندوستان کے مختلف اضلاع کے باشندے ایک ہزار کی تعداد میں حاضر ہوئے۔ قادیان کے غربی جانب قدیمی عیدگاہ میں عید کی نماز ادا کی گئی۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے عید الفطر کی نماز پڑھائی نماز کے بعد حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ایک نہایت لطیف اور مؤثر خطبہ پڑھا جس میں آپ نے سورۃ "النّاس" کی لطیف اور پُر از نکات و معارف تفسیر بیان کرتے ہوئے حکام مجازی کے حقوق کا ذکر فرمایا اس ضمن میں آپ نے سکھوں کے دَورِ حکومت میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اور انگریزوں کے دَور کے احسانات کا ذکر فرمایا اور گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کی وجہ سے اس کی وفاداری کی تلقین فرمائی۔ خطبہ عید کے بعد مجمع سمیت جوش و خلوص سے دعا کی (چنانچہ اسی مناسبت سے یہ تقریب "جلسہ دعا" کے نام سے موسوم کی گئی) آخر پر حضور نے مجروحین افواج برطانیہ کے لئے چندہ بھیجنے کی بھی پُر زور تحریک فرمائی۔

> "رسول اللہؐ نے فرمایا اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ غرض ہماری جماعت کی فراستِ حقّہ کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا اسی طرح میں امید رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت عملی حالت میں بھی ترقی کرے گی کیونکہ وہ منافق نہیں ہے اور وہ ہمارے مخالفوں کے اس طرزِ عمل سے بالکل پاک ہے کہ جب حکام سے ملتے ہیں تو اُن کی تعریفیں کرتے ہیں اور جب گھر میں آتے ہیں تو کافر بتلاتے ہیں اے میری جماعت سُنو اور یاد رکھو کہ خدا اِس طرزِ عمل کو پسند نہیں فرماتا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو۔"
>
> (روئداد جلسہ دُعا صفحہ ۲۸، ۲۹)

اہم سوالات

۱- صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہی کامل حمد و ثنا کی مستحق ہے۔ کیوں؟

۲- کیا والدین کا اپنے بچوں سے احسان اپنے اندر کوئی اغراض رکھتا ہے؟

۳۔ انسان کی پیدائش سے پہلے خدا تعالیٰ نے اُس پر کس رنگ میں فضل و احسان فرمائے۔

۴۔ روئداد جلسہ دُعا کی روشنی میں سورۃ "الناس" کی تفسیر بیان کریں؟

۵۔ سکھوں کے دَور میں مسلمانوں پر کیا مظالم ڈھائے گئے۔ نیز انگریزی حکومت کا مسلمانوں کے ساتھ رویّہ بیان کریں۔

۶۔ عبادات بجا لانے کے لئے کونسی چار شرائط ہیں۔ ان چار شرائط کو آسان کرنے میں گورنمنٹ انگریزی کا کیا دخل ہے۔

۷۔ انگریزی حکومت کے حق میں حضور نے کیا ضروری بات بیان فرمائی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان)

نتیجہ جوبلی مرکزی امتحان و مقالہ خدام الاحمدیہ

گذشتہ سال یعنی ۱۹۸۸ء - ۱۹۸۹ء میں صد سالہ جشنِ تشکّر کے سلسلہ میں خدام کے لئے ایک خاص نصاب مقرر کرکے اِمتحان لیا گیا تھا۔ نیز مقالہ نویسی کا بھی مقابلہ کروایا گیا تھا۔ ان دونوں مقابلوں کے نتائج پیشِ خدمت ہیں:۔

نتیجہ جوبلی مرکزی اِمتحان

اوّل ۔ نصیر احمد صاحب قمر	راجن پور
دوم ۔ منور اللہ صاحب قمر	راجن پور
سوم ۔ ناصر محمود صاحب	سمن آباد۔ لاہور

نتیجہ مقالہ نویسی

اوّل ۔ محمد سلیم صاحب	قصور
دوم ۔ ڈاکٹر محمد علی صاحب	حیدر آباد
سوم ۔ نور احمد صاحب بشیر	ربوہ

اللہ تعالیٰ اِن خدام کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے اور آئندہ ترقّیات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

سال ۱۹۸۹ء — حیران کن، تیز واقعات و تغیرات و انقلابات کا تعجب انگیز سال

(از قلم مکرم جناب شیخ محمد منور احمد شمیم خالد صاحب)

۲۰ ویں صدی عیسوی (۱۴ ویں صدی ہجری) میں بنی نوع انسان کی جہدِ مسلسل، علم و فن اور ہنر کے معراج ـ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی بدولت نئی نئی صنعتیں، ایجادات، اختراعات نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ کو ظاہری و باطنی آرام و آسائش اور تکلفات کی سہولتوں کے ساتھ ساتھ تباہی و بربادی کے سامانوں ـــ ہر دو لحاظ سے انتہائی طور پر متأثر کیا ہے۔ اس عہد آفرین سحر انگیز صدی کے آغاز سے ذرا قبل کے زمانہ پر سرسری نگاہ ڈالیں تو دنیا کا ایک عجیب نقشہ نظر آتا ہے۔ یورپی عیسائی اقوام، صنعتی و تجارتی ضرورتوں اور مجبوریوں کی وجہ سے اس کرۂ ارض کے بیشتر حصوں پر چھا چکی ہیں۔ دنیاوی سیاست و حکومت کے مکر و فریب کے سہاروں کی بنیاد پر انیسویں صدی کے آخر میں یورپ امریکہ سے آئے ہوئے ہزاروں ہزار پادری ہندوستان میں کانفرنسیں منعقد کر کے اپنے خوابوں کی تعبیریں پیش کرتے ہوئے کہتے کہ ہندوستان کا مستقبل کا مذہب عیسائیت ہے اور مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر گھٹ کر ایسی رہ جائے گی کہ ہند میں کسی مسلمان کو دیکھنا ایک عجوبہ متصوّر ہوگا۔ اور اسی دَور میں خدا تعالیٰ سے اذن پا کر ـــ قادیان کی چھوٹی سی دور افتادہ بستی سے ـــ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ ایک آواز بلند ہوئی

"مَیں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ دوسرے تمام مذاہب کو مٹا دے گا اور (دینِ حق" ـ ناقل) کو غلبہ اور قوت دے گا۔ اب کوئی ہاتھ اور کوئی طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے"۔

پھر فرمایا

"خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے"۔

اس فانی فی اللہ وجود نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر سینکڑوں ہزاروں پیشگوئیاں بیان فرمائیں جن کا تعلق آنیوالے زمانوں، ملکوں، قوموں، حاکموں، دوستوں، دشمنوں، اپنوں، بیگانوں، خاندان اور اپنی ذات سے تھا اور وہ سب پیش خبریاں اپنے اپنے وقتوں پر پوری ہوتی آ رہی ہیں اور پوری ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ۔

موجودہ عہد آفرین صدی کے آغاز سے آج تک کے حالات و واقعات کا سرسری جائزہ لیں تو سب سے پہلا واقعہ ۱۹۰۵ء کی جاپان۔ روس کی جنگ کا ہے جس نے دنیا کو چونکا دیا کہ ایک

چھوٹا سا ایشیائی جزیرائی ملک روس جیسے بڑے یورپی ملک کو
زیر کر کے اپنی خوابیدہ طاقت و قوت سے مظاہرہ فتح نہایت
کامیابی سے کر سکتا ہے۔ آج ۱۹۹۰ء میں وہی جاپان ایک
زبردست اقتصادی طاقت کے طور پر ساری دنیا پر اس
طرح چھا گیا کہ امریکہ جیسے امیر ترین اور ترقی یافتہ ملک بھی اس
کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں۔ اس مادی ترقی کے ساتھ ساتھ
جاپان ایک اخلاقی طاقت بھی بن کر ابھرا۔ اور ایک لحاظ سے
یہ "دین حق" کی بلند اخلاقی اقدار کے قریب تر ملک بھی ہے۔

جاپان روس جنگ کے نو سال بعد پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء-۱۸)
کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ جنگ ہو سکتی ہے۔
مغربی اتحادیوں (انگلستان، فرانس، روس، سربیا، بلجیم،
اٹلی، رومانیہ، امریکہ) نے اس جنگ میں چار کروڑ پچاس لاکھ
فوجی جھونکے جن میں سے پچاس لاکھ کام آئے۔ ایک کروڑ
۳۰ لاکھ زخمی اور ۴۱ لاکھ قیدی بنائے گئے یا گمشدہ قرار
پائے۔ جبکہ سنٹرل پاورز (محوری طاقتوں یعنی جرمنی، آسٹریا،
ترکی، بلغاریہ) نے دو کروڑ تیس لاکھ فوجی جنگ میں ڈالے
جن میں سے ۳۳ لاکھ کام آئے، ۸۴ لاکھ زخمی ہوئے اور
۳۶ لاکھ قیدی بنے یا گمشدہ قرار دیئے گئے۔

؎ آئے گا قہر خدا سے خلق پر اِک انقلاب
اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار

اس عالمی جنگ کے دوران ہی ۱۹۱۷ء میں۔ جنونی
انقلابیوں (کمیونسٹوں) نے لینن کی قیادت میں روس کا سیاسی
اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ زارِ روس۔ نکولس دوم۔
۱۵ جولائی ۱۹۱۸ء کو تخت سے دستبردار اور اس کے دو دن
بعد ۱۷ جولائی ۱۹۱۸ء کو، بیوی بچوں اور خادموں کے ساتھ
سرخ محافظوں نے گولیوں کی بوچھاڑ سے روس کو ہمیشہ کے
لئے زاروں۔ بادشاہوں سے نجات دے دی اور اس
طرح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی زبردست شانِ
صداقت کے ساتھ پوری ہوئی کہ

؎ زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

اور ایک وقت وہ بھی آئے گا اور ضرور آئے گا جب مسیحِ
محمدی کے پروانے روس میں ریت کے ذروں کی سی کثرت
سے ہوں گے۔

پہلی جنگ عظیم اگر غیر متوقع تھی تو اس طویل جنگ
سے پیدا شدہ تباہی نے 'جمہوریت کے لئے ناساز گار اور آمریت
کے لئے انتہائی ساز گار حالات پیدا کر دیئے۔ نتیجۃً جرمنی میں
ہٹلر کی نازی پارٹی کی آمریت اٹلی میں بینیٹو مسولینی کی فاشسٹ
پارٹی کی آمریت قائم ہوگئی۔ ہٹلر نے برسر اقتدار آ کر جرمنی کو کیل
کانٹوں سے لیس کر کے دنیا کے امن کو اب جو چیلنج دیا تو
جنگ 'توقعات کے عین مطابق' نہ صرف یہ کہ شروع ہی نہیں
ہوئی بلکہ اب چار کی بجائے چھ سال (۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء) تک جاری رہی

؎ کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں

پہلی جنگ عظیم میں کام آنے والے کل ۸۵ لاکھ فوجیوں
کی تعداد کے مقابلہ میں دوسری جنگ عظیم میں ایک کروڑ
پچاس لاکھ فوجی موت کے منہ میں گئے۔

جنگ کے بعد اتحادیوں نے جرمنی کو بندر بانٹ کے
ذریعہ 'قابو' میں رکھنے کی پالیسی اپنائی۔ ابتداء میں جرمنی کو
چار حصوں میں تقسیم کر کے امریکہ، روس، انگلستان اور فرانس
نے وہاں اپنی فوجیں متعین کر دیں جو بالآخر مشرقی جرمنی (کمیونسٹ
نظام) اور مغربی جرمنی (سرمایہ داری جمہوری نظام) کی موجودہ
شکل میں قائم ہوئیں۔

اِدھر چین جیسے 'کثیر الآباد' ملک کے متعلق امریکی منصوبہ،
کہ امداد، خیرات سے بہلا پھسلا کر اس افیون زدہ قوم کو عیسائی
پادریوں کے سیلاب سے عیسائی بنا کر امریکہ کی ایشیائی ریاست

قائم کردی جائے۔ لیکن ماؤزے تنگ کی "لانگ مارچ" سے امریکی منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا اور چیانگ کائی شیک کی حکومت کو پیکنگ سے بھاگ کر تائیوان کے جزیرہ میں پناہ لینا پڑی۔ جنگ کوریا کے بعد ویٹ نام سے فرانس کا بچ نکلنا اور امریکہ کا مشیروں کے کردار میں اس طرح آنا کہ بالآخر۔ چھوڑنے کی خواہش کے باوجود "کمبل" نے امریکہ کو نہ چھوڑا۔ ادھر عرب اسرائیل جنگیں ادھر ایران عراق کی دس سال طویل تباہ کن جنگ اور افغانستان پر روس کی فوجی چڑھائی کہ کہنے والوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ آج تک روسی جہاں بھی داخل ہوئے واپس نہیں گئے۔ لہٰذا افغانستان سے روسیوں کا نکلنا 'معجزہ' ہوگا۔ لیکن خدا نے یہ معجزہ بھی دکھایا اور فروری ۸۹ء میں — جی ہاں معجزوں اور انقلابات کے سال ہی میں روس نے اپنی تمام فوج مقررہ دن سے چوبیس گھنٹے پہلے نکال لیں۔

جنگ دوم کے آخری حصہ میں جب سویٹ روس کی افواج جرمنی تک پہنچنے کے لئے مارچ کرتی ہوئیں جن یورپی ملکوں سے گزرتیں وہاں کی مقامی کمیونسٹ پارٹیوں کو کرسی اقتدار پر بٹھاتی جاتیں۔ اس طرح مشرقی یورپ میں پولینڈ، رومانیہ، چیکوسلواکیہ، ہنگری، بلغاریہ، البانیہ کی کمیونسٹ ریاستیں وجود میں آگئیں۔ ان سب یورپی ملکوں میں روسی عسکری تحفظ کارفرما رہا جبکہ چین ویٹ نام، کیوبا، نکاراگوا، شمالی کوریا میں کمیونسٹ حکومتیں، قومی جدوجہد آزادی اور عوامی انقلاب کی مرہونِ منت تھیں۔

۱۹۹۰ء کے سال تک کی آٹھ نو دہائیوں کی سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ دو متضاد نظام ہائے معاشرت، معیشت، سیاست — ریاست ہائے امریکہ اور سویٹ روس — زندگی کے ہر میدان میں پہلو بہ پہلو، ایک دوسرے کے مدمقابل رہ کر آگے بڑھنے، برتری حاصل کرنے کی تگ و دو میں انسان کو چاند پر اتار کر اب اس سے بھی آگے کمندیں ڈال رہے ہیں۔

سیاسی اصطلاح میں پانچ بڑے ("BIG FIVE") ملکوں نے ساری دنیا اور بنی نوع انسان کو اپنے اپنے دائرہ اثر میں تقسیم کر رکھا ہے۔ اور بنی نوع انسان کی نمائندہ تنظیم۔ اقوام متحدہ۔ کی سیکیورٹی کونسل میں ان بڑوں نے اپنے لئے خصوصی اختیارات رکھ چھوڑے ہیں اور ویٹو پاور اس کی ایک شکل ہے۔ ویٹو پاور دراصل بڑی طاقتوں نے اپنی عالمی سیاسی اجارہ داری کو مستحکم رکھنے کے لئے خود ہی اپنے آپ کو دے رکھی ہے اور یہ اختیار دراصل جنگل کے قانون کا جدید ایڈیشن ہے۔ اور اس قسم کے ہتھیاروں اور ہتھکنڈوں سے یہ بڑی طاقتیں سمجھتی تھیں کہ ان کے قائم کردہ دنیاوی نظام قائم و دائم رہیں گے۔ اور انہیں سہاروں کی بنیاد پر 'یہ طاقتیں' اپنے اپنے مفادات کے پیش نظر۔ قریب اور دور کے اہداف متعین کر کے اگلی صدی — یعنی اکیسویں صدی — کے استقبال کی منصوبہ سازی کر رہے تھے۔ کہ ۱۹۸۹ء کا سال طلوع ہوا۔ نیا۔ سال۔ انیس سو نواسی۔ معمول کے مطابق اپنا آغاز کرتا ہے۔ دنیاوی مملکتوں، ملکوں اور سیاستوں کے لحاظ سے اس نئے سال کی کوئی خصوصی اہمیت نہ تھی۔ ہاں البتہ ایک چھوٹی سی جماعت — جس کی بنیاد ایک غیر معروف، دور افتادہ بستی — قادیان — میں خدا تعالیٰ نے ایک فانی فی اللہ وجود — مرزا غلام احمد قادیانی — کے ذریعہ رکھی تھی۔ وہ جماعت — جماعت احمدیہ — اپنے پیارے امام کی راہنمائی میں ۱۹۸۹ء کے سال کو اپنے صد سالہ جشن تشکر کے طور پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ ۲۳، مارچ ۱۸۸۹ء کو قائم کی گئی اس جماعت کے افراد ساری دنیا میں 'جشن تشکر' منا کر ۲۳، مارچ ۱۹۸۹ء کو دوسری صدی میں داخل ہو کر ساری دنیا کو دینِ حق کے تابع لا کر آخری فتح کے جلد تر حصول کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور

سربسجود ہو کر آہ وزاری کی کیفیت میں ۲۳۔ مارچ کو جشن تشکر منانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ پاکستان کے مرکز سلسلہ میں غرباء کے لئے ایک سو مکان تعمیر ہو رہے ہیں۔ دنیا کے عالمی مرکز میں پیارے آقا دنیا کی ایک سو زبانوں میں قرآن کریم کی اشاعت کا اہتمام فرما رہے ہیں۔ نئے نئے ملکوں میں احمدیہ مشن، اور بیوت الحمد تعمیر کی جا رہی ہیں۔ جماعت کی پہلی صدی کی تکمیل اور دوسری صدی کے آغاز پر امام وقت نے بسپرد خدا تعالیٰ نے جس قسم کے منصوبے اور پروگرام کرنے تھے ان کی کامیاب تکمیل کیلئے جو انفراسٹریکچر درکار تھا۔ چونکہ وہ مرکز سلسلہ پاکستان میں دستیاب نہیں تھا، اس لئے الٰہی تقدیر پیارے آقا کو دنیا کے عالمی مرکز میں لے گئی۔ جہاں سے دنیا کے چاروں اطراف سے براہ راست ہر جماعت سے رابطہ ممکن تھا۔ اور جہاں جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی سہولیات اپنی بہترین شکل میں دستیاب تھیں۔ اور پھر وہاں بنیادی آزادیوں کے حوالہ سے بھی دیکھیں تو وہ جگہ ایک مثالی جگہ نظر آتی کہ جہاں دین حق کی اشاعت کا شریفانہ ماحول میسر تھا۔ اور جہاں ایک نہیں دو خواتین ـــــ سربراہ مملکت اور سربراہ حکومت ـــــ کے طور پر کاروبار مملکت چلا رہی ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں بھی برطانیہ میں ملکہ کی حکمرانی تھی یعنی ملکہ وکٹوریہ ـــــ

۱۹۸۹ء کا سال خراماں گزر رہا ہے۔ دنیاداری کے طور طریق اور حاکمان وقت اپنے اپنے اندازوں اور تخمینوں کے مطابق پرانی ڈگر پر چلتے جا رہے ہیں۔ لیکن پھر دنیا ـــــ اچانک ـــــ ایک نئی اور نہایت ہی غیر متوقع ہلچل کا شکار ہوئی اور ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ساری دنیا پکار اٹھی کہ ۱۹۸۹ء کا سال جس قسم کے حیرت ناک واقعات اور تغیرات اپنے پیچھے چھوڑ گیا اس کا کسی بڑے سے بڑے ماہر فن "تاریخ دان"، سیاستدان یا مفکرین کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس قسم کے واقعات عملاً ظہور پذیر ہو سکتے ہیں۔

آئیے انسانی فہم سے بالا ان حیران کن واقعات کا کچھ پس منظر سامنے لائیں۔ سوویٹ روس ـ روسی ریچھ ـ نے پہلی جنگ عظیم کے دوران جس طرح محنت کشوں اور مزدوروں کے نام پر پچھلے بہتر سال میں پرولتاری آمریت کے کھوکھلے نعرہ کے سہارے کمیونسٹ پارٹی کی سیاسی اجارہ داری کا شکنجہ، قسم قسم کی قوموں اور پھر دوسرے ملکوں پر کس رکھا تھا، وہ شکنجہ ۱۹۸۹ء میں ڈھیلا ہی نہیں پڑا بلکہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرنے کا عمل شروع ہو گیا ـ ایک ناقابل یقین تصور۔ جسے دنیا دیکھ دیکھ کر انگشت بدندان ہے۔ جہاں حاکم طبقہ سے ذرا سا بھی اختلافی اشارہ جان کو خطرہ میں ڈالنے کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ آج وہاں ہزاروں لاکھوں افراد کے مجمعے آنِ واحد میں جمع ہو کر جمہوری اور قومی آزادیوں اور اقتصادی اصلاحات کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار نظر آتے ہیں۔ آج آپ کو آمریت کے جنگلوں اور بیابانوں میں ہر طرف جمہوری ہواؤں اور آزاد فضاؤں کے لہلہاتے باغ خوشبوئیں بکھیرتے محسوس ہوتے ہیں تو ایک دنیا پکار رہی ہے کہ یہ کیا معجزہ ہو گیا کہ جنگل کا جنگل اچانک ہرا ہو گیا۔ کہ اپنے پرائے سبھی پکار اٹھے کہ یہ ۱۹۸۹ء کا سال اس صدی کا سب سے زیادہ چونکا دینے والا سال ثابت ہوا ہے اور دنیا نے بَغْتَةً کا نظارہ کر لیا۔

۱ـ سوویٹ روس

اس سارے پس منظر کو سمجھنے کیلئے سوویٹ روس کے اندر ہونے والی لیڈر شپ کی اس تبدیلی کو ذہن میں رکھیئے جو ۱۹۸۵ء میں سوویٹ صدر میخائل گورباچوف کے برسر اقتدار آنے سے وقوع پذیر ہوئی۔ صدارت کی اس تبدیلی کو آپ ایک پوری سوچ اور عمل کی تبدیلی کا نام دے سکتے ہیں۔ جو نئے صدر نے گھسے پٹے قدیم مارکسزم کی نظریاتی بنیادوں سے چمٹے

رہنے کی بجائے حقیقت وعملیت پسندی سے داخلی اور خارجی حکمت عملیوں کی تشکیل جدید کی اور جسے انہوں نے 'GLASNOST' یعنی کھُلے پن کی پالیسی کے ذریعہ 'PRESTROIKA' یعنی تشکیل نو کا نام دیا۔ اسی کھلی پالیسیوں کے طفیل ۱۹۸۹ء میں گذشتہ ۷۲ سال میں پہلی بار روسی رائے دہندگان (ووٹرز) کو کمیونسٹ پارٹی کے واحد امیدوار کی بجائے کئی امیدواروں میں سے ایک منتخب کرنے کا حق ملا۔ سویٹ صدر اور مغربی جرمنی کے چانسلر ہلمٹ کوہل کے مابین "زیادہ متحد اور جمہوری یورپ" پر اتفاق صدر بُش اور صدر گورباچوف کی مالٹا کانفرنس میں بیان، مشرقی یورپ، نکاراگوا اور تخفیف اسلحہ پر سمجھوتہ، سویٹ وزیر خارجہ کا تیس سال میں پہلا دورہ چین، اور سویٹ صدر کو چین آنے کی دعوت، روس کی فوج میں دو لاکھ ساٹھ ہزار کی کمی کا اعلان، صدر گورباچوف نے ملک میں بنیادی تبدیلیوں کی پیش گوئی کرکے روسی قوم کو اعتماد میں لیا۔ افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی کا معجزہ بھی ۱۹۸۹ء میں ہوا۔

۲۔ چین

مئی ۸۹ء میں بیجنگ کے "تیانن من چوک" میں ہزاروں چینی طلباء کا جمہوری آزادیوں کے حق میں مظاہرہ ہوا۔ کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر ژاؤ ژیانگ کی طرف سے طلباء کے جائز مطالبات تسلیم کرنے کی اپیل۔ چینی حکومت کا صدر گورباچوف کی بیجنگ آمد کے پیش نظر طلباء کے مطالبات پر غور کرنے کا وعدہ، تیس سال میں کسی سویٹ صدر کی پہلی بار بیجنگ آمد، چینی لیڈر "لی پنگ" کی طلباء سے ملاقات جو نتیجہ خیز نہ ہوئی۔ ۱۹ مئی کو بیجنگ میں مارشل لاء، اور طلباء کے خلاف طاقت کے استعمال پر ژاؤ ژیانگ کا استعفیٰ اور ان کو گھر میں نظر بند کرنا۔ فوج اور طلباء کا تصادم، فوج کی آمد کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا، ایک سو اعلیٰ فوجی افسروں کا وزیر اعظم لی پنگ کے نام استعفیٰ کا خط کہ وہ عوام پر گولی نہیں چلائیں گے۔ چینی پارلیمنٹ میں مارشل لاء کے نفاذ پر بحث۔ طلباء کا بیجنگ کی سڑکوں پر مارچ اور مطالبہ کہ طلباء پر سختی کرنے والے کمیونسٹ پارٹی سے نکال باہر کئے جائیں۔ تیانن من چوک پر فوج کا گھیراؤ اور طلباء پر کریک ڈاؤن، — ٹینک طلباء کے اوپر چڑھا دیے گئے، ہزاروں اموات، امریکہ کے صدر بُش کا فوراً چین کو اسلحہ کی فروخت پر پابندی لگانا۔ ۲۱ جون کو تین سرغنہ طلباء کو پھانسی دینا، ۲۲ جون کو مزید سات افراد کو موت کی سزا، یورپین انسانی حقوق کی تنظیم کی طرف سے سخت تنقید، چین میں یہ سب واقعات ایسی حیران کن تیزی سے ظہور پذیر ہوئے کہ ساری دنیا کی توجہ و تنقید بیجنگ پر مذکور رہی اور صدر گورباچوف کا دورہ پس منظر میں چلا گیا۔

۳۔ جرمنی (مشرقی و مغربی)

اکتوبر ۸۹ء میں مشرقی برلن میں تیس ہزار افراد کی ریلی میں جمہوریت اور سیاسی اصلاحات کا مطالبہ کرنا، مشرقی جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کے سربراہ "ایرک ہونیکر" کا ۱۸ سال بعد اپنے عہدہ سے علیحدگی، غیر ملکی سفر پر سے مشرقی جرمنی کے باشندوں پر پابندیوں کا خاتمہ، شہر ڈریسڈن میں ایک لاکھ افراد کا جمہوریت کے حق میں مظاہرہ، ۹ نومبر کو حکومت کی طرف سے ناقابل یقین، حیران کن رعائتوں کا اعلان — مغربی جرمنی کے ساتھ سرحد کا کھول دینا۔ ۱۹۶۱ء میں کھڑی کی گئی — دیوار برلن — پر نہایت جذباتی مناظر، فوجیوں کا خود دیوار میں شگاف ڈال کر لوگوں کے لئے گزرگاہ بنانا۔ ہزارہا باشندے مغربی جرمنی کی طرف جاکر مغربی/جمہوری معاشرہ کے لوگوں کی طرز زندگی کا نظارہ کرنے لگے۔ مغربی برلن میں غیر معمولی جوش و خروش، دیوار برلن کے ٹکڑے بطور سوونیئر بکنے لگے۔

۴۔ رومانیہ

۱۹۸۹ء کے اسی سال میں مشرقی یورپ کی جمہوری تبدیلیوں کے لئے تغیرات کی لہر اب رومانیہ پہنچتی ہے۔ "نئی سورا" کے مقام پر جمہوری آزادیوں کا مطالبہ کرنے والے عوام کا فوج سے تصادم، سینکڑوں اموات، ہنگری اور یوگوسلاویہ کے ساتھ سرحد کا بند ہونا، صدر نکولائی چاؤشسکو 'بظاہر عوامی ہنگاموں سے غیر متاثر' سرکاری دورہ پر تہران چلے گئے۔

۲۱، دسمبر ۸۹ء کو صدر چاؤشسکو کی پبلک ریلی کی تقریر میں رکاوٹ ڈالنے والے مظاہرین پر فوج نے گولی چلادی، احتجاج خونریز تصادم کی شکل اختیار کرتا ہے 'ہنگامی حالات کا اعلان۔

۲۲ تا ۲۴، دسمبر ۸۹ء رومانیہ کے بپھرے ہوئے عوام نے صدر چاؤشسکو کی ۲۶، سال سے قائم آمرانہ حکومت کا تختہ الٹ کر دنیا کو ورطہ حیرت میں غرق کر دیا۔ فوج نے عوام پر گولی چلانے سے انکار کر دیا۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر 'عوام' کا قبضہ اور عوامی فتح کا اعلان ۔۔ لوگوں نے سڑکوں پر نکل کر فتح کے جشن منائے۔

چاؤشسکو کے بارہ میں متضاد خبریں، گرفتار، روپوش، فرار' دوبارہ گرفتار وغیرہ، وزیر دفاع نے خودکشی کر لی۔

۲۵، دسمبر ۸۹ء کو معزول صدر اور ان کی اہلیہ الینا کو گرفتار کر کے فوجی عدالت کے ذریعہ سرسری مقدمہ چلا کر فوراً موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کی لاشوں کی تصویر رومانیہ کے ٹیلیویژن پر دکھائیں۔

۲۶، دسمبر کو رومانیہ میں نیشنل سالویشن فرنٹ نے حکومت سنبھال لی۔ ۲۹، دسمبر کو ملک میں کثیر سیاسی جماعتی نظام رائج کرنے کا اعلان کر دیا۔ اپریل ۹۰ء میں عام انتخابات ہوں گے۔

ان تمام حیرت ناک تیزی کی حامل خون خرابہ کی تبدیلیوں کے باوجود سویٹ روس نے نہ صرف یہ کہ رومانیہ میں مداخلت کرنا مناسب نہیں سمجھا بلکہ ایک لحاظ سے صدر چاؤشسکو کی گرفتاری اور فوراً کیفر کردار تک پہنچانے کے عمل کو ملفوف طور پر تسلی کا حامل محسوس کیا۔

۵۔ پولینڈ

پولینڈ کی کیمونسٹ حکومت کا مزدور/عوام کی تنظیم سالیڈریٹی ٹریڈ یونین کے ساتھ بات چیت کے ذریعہ بالآخر سیاسی و اقتصادی اصلاحات کا معاہدہ، جون ۸۹ء میں سالیڈریٹی کی ۱۰۰ میں سے ۹۹ سیٹوں پر کامیابی، ایوان زیریں میں 'سالیڈریٹی' کے ۱۶۱ امیدواروں میں سے ۱۶۰، جیت گئے۔ دوسری جنگ عظیم کے پنتالیس سال بعد ایک غیر کمیونسٹ کی پہلی وزارت۔ صدر بش اور چانسلر ہلمٹ کوہل کا پولینڈ کا دورہ اور اقتصادی امداد کا اعلان ۔۔ جمہوری آزادیوں کی لہر کا زبردست کرشمہ۔

۶۔ بلغاریہ

۱۰، اکتوبر ۸۹ء کیمونسٹ پارٹی کے صدر ٹوڈور زیکوف نے استعفیٰ دے دیا۔ صدر مقام صوفیہ میں ہزاروں افراد کا جمہوریت اور اقتصادی اصلاحات کے لئے مظاہرہ۔ ۱۸، نومبر دارالحکومت صوفیہ میں پچاس ہزار افراد کا زبردست مظاہرہ، انتخابات اور زیکوف پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ۔

۷۔ ہنگری

۱۵، مارچ ۸۹ء، ہزاروں ہنگیرین عوام نے 'بوداپسٹ' کی سڑکوں پر مارچ کرتے ہوئے جمہوری آزادیوں کے لئے نعرے لگائے۔

۲۳، اکتوبر کو ہنگری کی واحد کمیونسٹ جماعت نے اپنے 'وجود' کو ختم کر دیا اور ملک کا نام 'ریپبلک آف ہنگری' رکھ لیا۔ ماسکو کا اعلان کہ ہنگری وارسا پیکٹ چھوڑنے کے بارہ میں آزاد ہے اور روس کو مشرقی یورپ کی تبدیلیوں میں مداخلت

کرنے کا کوئی حق نہیں۔

۸۔ چیکوسلاواکیہ

مسلسل احتجاجی مظاہرے، جمہوریت کے مطالبات، اکتالیس سال بعد کمیونسٹ پارٹی نے غیر کمیونسٹوں کو حکومت میں حصہ دار بنانے کی پیش کش کی۔ ملک تعطل کا شکار۔

مشرقی یورپ کے یہ ممالک ہیں جہاں سویٹ روس نے اُس وقت کمیونسٹ پارٹی کی حکومتوں کو قائم کیا جب روس کی افواج ۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ۔ جرمنی تک پہنچنے کے لئے ان ملکوں میں سے گزریں تھیں۔ آج نہ صرف ان ملکوں میں آزادی اور جمہوری فضا کے حق میں زبردست تحریکیں کامیابی سے ہمکنار ہو رہی ہیں۔ بلکہ خود سویٹ روس میں بھی بعض جمہوریاؤں (ریپبلکس) میں قومی آزادی و خود مختاری کی جدوجہد بہت آگے بڑھ چکی ہے۔ سویٹ روس پندرہ جمہوریاؤں کا وفاق ہے۔ بلکہ سویٹ دستور میں ان 'ریپبلکس' کو جو حقوق دیے گئے ہیں وہ کسی مغربی جمہوری وفاق کے کسی صوبہ کو حاصل نہیں۔ مثلاً سویٹ صوبوں کو اپنی صوبائی فوج بنانے اور غیر ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ آج سویٹ روس کی پندرہ جمہوریاؤں میں سے چھ یعنی لیتھوانیا، اسٹونیا، لیٹویا، جارجیا، آرمینیا، آذربائیجان اور مالدیویا کی ریپبلکس میں قومی آزادی کی تحریکیں چل رہی ہیں، اور آخری تین میں تو طاقت اور تشدد کا بھی عنصر شامل ہو چکا ہے۔ ان سب حالات کے باوجود کل کے دو بڑے دشمن، امریکہ اور روس ۔ آج اپنی دشمنی بھلا کر، باہمی تعاون و تعلقات کی نئی سمتوں اور بلندیوں کو حاصل کر رہے ہیں۔ یورپ اب نئے یورپ اور اتحاد و یگانگت کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔ منقسم جرمنی اب متحد جرمنی کی طرف گامزن ہے۔ اگرچہ متحد، مضبوط جرمنی کا یورپ کے وسط میں قائم ہونا، روس، فرانس، پولینڈ اور خود انگلستان کے لئے زبردست اقتصادی چیلنج اور سیاسی خطرے کا باعث ہوگا، لیکن موجودہ صورتِ حال میں امریکہ اور روس کا باہمی اشتراکِ عمل، آزادی کی قومی تحریکوں نے اقوام متحدہ کے ادارہ کو نئی توانائی سے ہمکنار کر دیا ہے۔ اور چھوٹے ملکوں کے باہمی جھگڑوں کا تصفیہ اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے ہی ممکن ہے۔

○ آج بیالیس سال بعد، تنازعہ کشمیر کو اہل کشمیر نے جس تیزی سے بین الاقوامی سطح پر اُبھار کر دوبارہ اقوام عالم کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی ہے۔ یہ بھی ۱۹۸۹ء کا ایک کرشمہ ہے۔ اہلِ کشمیر کو ڈوگرہ حکومت کے مظالم سے نجات دلانے کی تحریک اور پھر بھارتی جارحیت کے خاتمہ اور اہلِ کشمیر کو حقِ خود ارادیت دلانے کے لئے حضرت فضل عمر اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کی حیثیت سے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے، ۱۹۸۹ء کی بے مثال تحریکِ آزادی میں اہلِ کشمیر کا سب سے زیادہ استحصال اقوام متحدہ کے ان 'ریزولوشنز' پر عملدرآمد کروانے پر ہے جن کو حضرت سر ظفر اللہ خان صاحب نے کمال مہارت اور کامیاب ڈپلومیسی سے یو۔این سیکیورٹی کونسل سے متفقہ طور پر منظور کروایا تھا۔

۱۹۸۹ء کے یہ سب حالات و واقعات 'بغتةً' کی کیفیت کے مظہر ہیں۔ اور ان تغیّرات کے وجود پذیر ہونے سے قبل کسی کے تصور میں بھی نہیں تھا۔ کہ حالات یوں پلٹا کھا سکتے ہیں۔ آج ساری دنیا پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ سال ۱۹۸۹ء اس صدی کا سب سے زیادہ "اچنبھے" پیدا کرنے والا سال بن کر ساری نوع انسان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا چکا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ یونہی اچانک اور بلا مقصد

نہیں ہوا۔ اس 'بغتۃً' کی حالت کے پیدا کرنے کے پیچھے ایک الٰہی منصوبہ کارفرما ہے۔ سال انیس سو نواسی کا آغاز صرف جماعت احمدیہ کے قیام کے سو سال پورے کرنے والے سال کی حیثیت سے ہوا۔ لیکن اسی سال کا اختتام ساری بنی نوع انسان کے لئے ایک نئے پُر امید مستقبل کی طرف راہنمائی کرنے والے سال کی حیثیت سے ہوا۔ آج ساری دنیا گواہ ہے کہ نواسی کا سال ـــ حیرت انگیز تغیرات کے ساتھ دنیا کے 'جیو پولیٹکل' نقشہ کو اُلٹ پلٹ چکا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے لندن میں ۲۹ دسمبر ۱۹۸۹ء کے خطبہ جمعہ میں اسی صداقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا

"یہ سال نہ صرف یہ کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک غیر معمولی سال ہے بلکہ دنیا کی تاریخ میں بھی یہ سال غیر معمولی بن کر اُبھرا ہے۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کی گہری حکمتیں پوشیدہ ہیں۔"

آئیے مسیح محمدی کے غلاموں کی حیثیت سے ہم اپنے مقام و مرتبہ اور فرائض کو سمجھ کر، خدا تعالیٰ کی گہری پوشیدہ حکمتوں کا نورانی شعور حاصل کر کے ساری دنیا کے انسانوں کو کلمۂ توحید اور کلمۂ شہادت پڑھانے کے لئے میدان عمل میں کُود پڑیں اور داعی الی اللہ بن کر پیارے آقا کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کریں۔

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

"سالِ رواں غیر معمولی اہمیّت کا سال ہے اور مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ اس سال کے اختتام سے پہلے پہلے غیر معمولی واقعات رُونما ہونے والے ہیں جن کے اثرات دُور دُور تک آئندہ صدی پر ممتد اور مترتّب ہوں گے۔"

مجلس مشاورت ۱۹۸۹ء

(پیغام حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

بالشوزم کا انجام

"بعض تعلیمیں کہنے کو بڑی اچھی ہوتی ہیں مگر عملی رنگ میں وہ نہایت ہی ناقص ہوتی ہیں۔ اسی طرح بالشوزم کے موجودہ نظام پر نہیں جانا چاہیئے وہ اس وقت زار کے ظلموں کو یاد رکھے ہوئے ہے جس دن یہ خیال اُن کے دل سے بھُولا پھر طبعی احساس کہ ہماری خدمات کا ہم کو صلہ ملنا چاہیئے ان کے دلوں میں پیدا ہو جائیگا۔ نئی پود بغاوت کرے گی اور اس تعلیم کی ایسی شکست ظاہر ہو گی کہ ساری دُنیا حیران رہ جائے گی لیکن اسلامی طریق میں بغاوت کا کوئی امکان نہیں۔"

"نظامِ نَو" صفحہ ۹۵ (تقریر حضرت مصلح موعود جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء)

سال ۱۹۸۹ء کے انقلابی واقعات

۶ر جنوری : جاپان کے بادشاہ ہیرو ہیٹو، دُنیا کے طویل ترین دورِ بادشاہت کے ساتھ وفات پاگئے۔

جنوری : یوگنڈا کے سابق مردِ آہن عدی امین کو زائرے میں ایک جہاز پر بٹھا کر ملک سے نکال دیا گیا۔

۲ر فروری : پیراگوئے میں فوجی انقلاب۔

۱۴ر فروری : روسی افواج کے مکمل انخلا کی آخری تاریخ ۱۵ر فروری سے ۲۴ گھنٹے قبل ہی روس نے اپنی تمام افواج افغانستان سے نکال لیں۔ ایک ناقابلِ یقین تاریخی عمل۔ (آج تک جہاں روسی افواج داخل ہوئیں واپس نہیں گئی تھیں۔)

فروری : چین اور انڈونیشیا نے ۲۲ سال بعد سفارتی تعلقات بحال کرنے کا فیصلہ کیا۔

۷ر مارچ : ایران نے سلمان رشدی تنازعہ پر برطانیہ سے سفارتی تعلقات ختم کر دیئے۔

۱۴ر مئی : چین میں ہزاروں طلباء کا آزادی اور جمہوریت کی خاطر مظاہرہ۔ یہ مظاہرے بعد میں تشدد اختیار کر گئے۔ جس کی وجہ سے مارشل لاء بھی لگانا پڑا۔ اس کی وجہ سے چینی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر کو مستعفی بھی ہونا پڑا۔

۱۵ر مئی : گزشتہ تیس سال میں پہلی مرتبہ کسی روسی سربراہ کا دورۂ چین۔ روس کے صدر گورباچوف چین کے دورہ پر پہنچے۔

مئی : عرب حکمتِ عملی کی ایک انقلابی تبدیلی۔
یاسر عرفات نے پی۔ ایل۔ او کے چارٹر کی اُس دفعہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا جس میں کہا گیا تھا کہ اسرائیل کی ناجائز ریاست کو زندہ رہنے کا حق نہیں۔

یکم جون : مصر اور لیبیا نے ۱۲ سال بعد اپنی سرحدیں دوبارہ کھول دیں۔

۳ر جون : ایرانی انقلاب کے قائد آیۃ اللہ روح اللہ خمینی انقلاب کے دس سال بعد وفات پاگئے۔

۴ر جون : پولینڈ کے عام انتخابات میں سالیڈیرٹی نے بھاری اکثریت حاصل کر لی۔

۱۸ رجون : یونانی وزیراعظم کی پارٹی عام انتخابات میں شکست کھا گئی۔

۸ رجولائی : جنوبی افریقہ کے صدر بوتھا کی نیلسن منڈیلا سے جیل میں ملاقات کی۔

جولائی : جاپانی پارلیمنٹ کے ایوانِ بالا کے انتخابات میں حکمران لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کی ناقابلِ تصوّر، غیر متوقع شکست، جاپانی وزیراعظم نے استعفیٰ دے دیا۔

۴ر اگست : ایرانی صدر رفسنجانی نے امریکہ سے باہمی تعاون کی پیشکش کی۔

۲۸ر ستمبر : فلپائن کے سابق مردِ آہن مارکوس کی مُلک بدری کی حالت میں دیارِ غیر میں وفات۔

یکم اکتوبر : پاکستان دولتِ مشترکہ کا باقاعدہ رُکن بن گیا۔

۸ر اکتوبر : تیس ہزار افراد کا مشرقی برلن میں سیاسی اصلاحات اور جمہوریت کے حق میں مظاہرہ۔

۱۵ر اکتوبر : سترہ سال میں پہلی مرتبہ صدر قذافی نے قاہرہ کا دَورہ کیا۔

۱۸ر اکتوبر : مشرقی جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کے سربراہ ہونیکر کو برطرف کر دیا گیا۔

۲۱ر اکتوبر : تین روسی اور پانچ مغربی بینکوں کے اشتراک سے ایک بینک کا ماسکو میں قیام۔ ۱۹۱۷ء کے بعد روس میں یہ پہلا بین الاقوامی بینک ہے۔

۲۳ر اکتوبر : ہنگری کی کمیونسٹ پارٹی نے مُلک کو "جمہوریہ ہنگری" قرار دے دیا۔

۲۶ر اکتوبر : مشرقی جرمنی میں ایک لاکھ افراد پر مشتمل ریلی ہوئی جو سیاسی اصلاحات کے لیئے کی گئی۔

۳ر نومبر : بلغاریہ کی اسمبلی کے سامنے پانچ ہزار مظاہرین نے جمہوریت کے حق میں مظاہرہ کیا۔

۷ر نومبر : جمہوریت کے حق میں مظاہرہ کرنے والوں کے سامنے بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے مشرقی جرمنی کی حکومت مستعفی ہو گئی۔

۸ر نومبر : اردن میں ۲۲ سال بعد غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوئے۔

۹ر نومبر : ایک حیرت انگیز، ناقابلِ یقین واقعہ۔ دیوارِ برلن توڑ دی گئی اور وہاں پر متعین فوجیوں نے خود دیوار میں بڑے بڑے سوراخ کیئے اور لاکھوں مشرقی جرمنی کے باشندے مغربی جرمنی میں داخل ہوئے۔

۱۰ر نومبر : بلغاریہ کی کمیونسٹ پارٹی کے سربراہ نے استعفیٰ دے دیا۔

۲۱ر نومبر : بھارت کے عام انتخابات میں کانگرس کو شکست۔ راجیو گاندھی نے استعفیٰ دے دیا۔

۲۲ر نومبر : لبنان کے صدر "رینی معاد" ایک بم پھٹنے سے ہلاک۔ (یہ تھوڑا ہی عرصہ قبل جنرل عون کے پارلیمنٹ توڑے جانے کے بعد نئے صدر منتخب ہوئے تھے۔)

۲۰ر دسمبر : صدر بُش کے حکم پر امریکی فوج کا پانامہ پر حملہ اور پانامہ کے صدر جنرل نوریگا کو گرفتار کرنے کی

ناکام کوشش ——(بالآخر کچھ روز بعد نوریگا کو گرفتار کرلیا گیا۔)

۲۴ر دسمبر : (ایک غیر معمولی واقعہ) —— روسی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۹ء کی افغانستان پر روسی افواج کی چڑھائی کو غلط قرار دیا اور ایک قرارداد مذمت پاس کی۔

۲۵ر دسمبر : رومانیہ کے آمر کمیونسٹ صدر چاؤ شسکو اور اس کی اہلیہ کو سزائے موت۔ اس خونی انقلاب میں ۶۰ ہزار افراد قتل ہوئے۔

۲۹ر دسمبر : "ویکلیے ہاول" چیکوسلواکیہ کے پہلے غیر کمیونسٹ صدر بن گئے۔

〃 : یو۔این۔جنرل اسمبلی نے زبردست اکثریت کے ساتھ اسرائیل کی مذمت کا ریزولیشن پاس کیا۔ جس میں فلسطینی حریت پسندوں پر وحشیانہ مظالم ڈھانے کی مذمت کی گئی۔ یو۔این کی تاریخ میں پہلی بار مغربی ممالک کے علاوہ جاپان نے بھی امریکہ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ اس قرارداد کے خلاف صرف امریکہ اور اسرائیل نے ووٹ دیئے۔

〃 : سپریم کورٹ نے جنرل ضیاء الحق کے اسمبلیاں توڑنے اور وزیراعظم مقرر نہ کرنے کا اقدام غیر آئینی قرار دے دیا۔

جب دیوارِ برلن گر رہی تھی

"جب دیوار برلن گر رہی تھی اور ٹیلی ویژن پر لوگ دیکھ رہے تھے اور عجیب عجیب رنگ میں خوشیوں کے اظہار کر رہے تھے اور جوش کا اظہار کر رہے تھے تو میرا دل اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گا رہا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ان کی خاطر دیوار برلن گرائی جا رہی ہے، میں جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خاطر دیوار برلن گرائی جا رہی ہے اور اب دینِ حق کے ان ملکوں میں پھیلنے کے دن آ رہے ہیں اور وہ تیاریاں جو خدائی تقدیر نے ہم سے کرائی تھیں وہ رائیگاں نہیں جائیں گی۔ ان کو خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں مکمل فرمایا اور ایسے وقت میں مکمل فرمایا جبکہ دوسری طرف سے روکیں توڑنے کے سامان بھی تیار تھے۔ اور جونہی ہم یہاں خدمت کے لئے تیار ہوئے خدا تعالیٰ نے وہ حائل روکیں ساری دور کرنی شروع کر دیں۔ یہ وہ زندہ خدا ہے جو احمدیت کا خدا ہے جس نے ہمیشہ احمدیت کی پشت پناہی فرمائی ہے اور ہر قدم پر ہماری مدد فرمائی ہے۔ کون دنیا کی طاقت ہے جو اس خدا کی محبت ہمارے دل سے نوچ کر پھینک سکتی ہے۔ کون ہے جو ہمارے دل میں شکوک پیدا کر سکتا ہے۔ ہم خدا کی اس تقدیر کو روزمرہ ہمیشہ ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔"

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء حضرت امام جماعت احمدیہ بحوالہ الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۸۹ء)

مختلف ممالک کی آبادی، رقبہ اور انکے دارالحکومت

نام ملک	آبادی	رقبہ مربع کلومیٹر	دارالحکومت
عوامی جمہوریہ چین	ایک ارب چھ کروڑ	پچانوے لاکھ اکسٹھ ہزار	بیجنگ
سوویٹ روس	اٹھائیس کروڑ	۲ کروڑ چوبیس لاکھ	ماسکو
امریکہ	پچیس ۲۵ کروڑ	۹۵ لاکھ تیس ہزار	واشنگٹن ڈی سی
مشرقی جرمنی	ایک کروڑ پینسٹھ لاکھ	ایک لاکھ تراسی ہزار	مشرقی برلن
مغربی جرمنی	۶ کروڑ بارہ لاکھ	دو لاکھ اڑتالیس ہزار	بون
پولینڈ	چار کروڑ ۷۵ لاکھ	تین لاکھ تیرہ ہزار	وارسا
رومانیہ	دو کروڑ تیس لاکھ	دو لاکھ چالیس ہزار	بخارسٹ
چیکوسلواکیہ	ایک کروڑ بیس لاکھ	ایک لاکھ تیس ہزار	پراگ
کینیڈا	دو کروڑ ساٹھ لاکھ	۹۲ لاکھ اکیس ہزار	اوٹاوہ
انگلستان	۵ کروڑ ۸۰ لاکھ	۲ لاکھ پینتالیس ہزار	لندن
جاپان	بارہ کروڑ بیس لاکھ	تین لاکھ اسی ہزار	ٹوکیو
سری لنکا	ایک کروڑ ساٹھ لاکھ	چھیاسٹھ ہزار	کولمبو
البانیہ	تیس ۳۰ لاکھ	انتیس ہزار	تیرانہ
ہنگری	ایک کروڑ اسی لاکھ	۹۳ ہزار	بوڈاپسٹ
یوگوسلاویہ	۲ کروڑ تیس لاکھ	۲ لاکھ ساٹھ ہزار	بلغراڈ
ترکی	پانچ کروڑ	۷ لاکھ اسی ہزار	انقرہ

بساطِ دنیا اُلٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہانِ نو کے اُبھر رہے ہیں، بدل رہا ہے نظام کہنا

احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکّر

نسیمِ جانفزا یہ سارے عالم میں پکار آئی جہانِ احمدیت میں عجب تازہ بہار آئی

بیعت اُولیٰ کے دن سے آج تک سو سال ہیں گذرے یہ دن خوشیوں کا لیکر گردشِ لیل و نہار آئی

خدا کی حمد سے ہے تر زباں ہر پیر و برنا کی سکینت اُن کو دینے رحمتِ پروردگار آئی

مشامِ جاں معطّر ہو گیا ہے جس کی نکہت سے سوادِ شہر لندن سے ہوائے مُشکبار آئی

چراغِ حق بجھانے کے لئے اہلِ ہوا اُٹھے بچانے ان کی زد سے مہرِ ربِّ کردگار آئی

قدم بڑھتا رہا آگے ہی آگے تھا جماعت کا یہ طوفانِ مصائب میں بھی یکسر کامگار آئی

ہزاروں شورشوں کے بحرِ طوفاں خیز میں ہمدم ہے کشتی احمدیت کی سلامت بر کنار آئی

زبردست ہاتھ قدرت کے کرشمے ایسے دکھلائے ہزیمت دشمنانِ دینِ حق کے ہمکنار آئی

ہے دیکھا اپنی آنکھوں سے ہمیشہ ہی یہی ہم نے پئے فتح و ظفر تائیدِ یزداں بار بار آئی

جمیعِ مومنیں کو ہو مبارک جشنِ صد سالہ
تہِ دل سے دعا عاجز کے لب پر بار بار آئی

شیخ ادریس احمد عاجز

مکرم و محترم مولانا غلام باری صاحب سیف نے یہ مضمون رقم فرمایا ہے جو رسالہ "خالد" کی زینت بن رہا ہے۔ آنمکرم کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ رسالہ خالد کے پہلے ایڈیٹر مقرر ہوئے تھے ——— ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو خدمتِ دین کرنے والی لمبی عمر بخشے۔ آمین ——— (مدیر)

اکتوبر ۱۹۵۲ء میں اللہ کا نام لے کر رسالہ "خالد" نے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ پہلے اداریہ کا عنوان ہی "بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا" تھا۔ اللہ کا نام لے کر اپنی کشتی کے لنگر اُٹھائے ہیں، اسے پانیوں میں اُتارا ہے اور خدا کے نام سے ہی یہ اپنی منزل پر لنگر انداز ہوگی۔

رسالہ کے اجراء کی غرض وہی تھی جو مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض تھی اور وہ یہ کہ آنے والی نسل کو اس امانت کا حامل بنایا جائے جو احمدیت نے ان کے کندھوں پر رکھی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام غرض حضرت مصلح موعود نے یہ بیان فرمائی تھی:-

"میری غرض اِس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اُسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اُسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے۔ آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولاد کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں اُن کی اولاد کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے۔ ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے۔"

(الفضل ۱۷ فروری ۱۹۳۹ء)

رسالہ کا نام "خالد" حضرت مصلح موعود نے ہی تجویز فرمایا تھا اور اکتوبر ۱۹۵۲ء میں رسالہ کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔ اِس رسالہ کے لیے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بہت قیمتی پیغام ارسال فرمایا جو رسالہ کی زینت بنا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ ایک تناور درخت بن چکی ہے جس کی شاخیں ہر اُس ملک میں قائم ہو چکی ہیں جہاں جماعت موجود ہے اور رسالہ اپنی اڑتیس منزلیں طے کر چکا ہے۔ مجلس کا کام کئی جہات میں پھیل چکا ہے۔ نوجوانوں کے دلوں میں احمدیت، ملک و ملت اور بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ لگن کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اور جماعت کی یہ ذیلی تنظیم جماعت کی مضبوطی اور استحکام

کا باعث بن رہی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم سب "مظہرِ قدرتِ ثانیہ" کے خادم ہیں۔ امامِ جماعت جس سے جب چاہیں جو خدمت چاہیں لیں۔ یہ خدمت ہماری کسی خوبی کی وجہ سے نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے۔ ولا فخر۔

مجلس خدام الاحمدیہ ہو، مجلس انصار اللہ، یا لجنہ اماء اللہ، یہ سب سلسلہ کی ذیلی تنظیمیں ہیں۔ اِن سب نے احمدیت کی تصویر میں رنگ بھرنا ہے۔ اپنے کردار سے، دعاؤں سے، اَنتھک مساعی اور خدا کی دی ہوئی صلاحیتوں اور توانائیوں کو صرف کرکے۔ امامِ جماعت جو پروگرام انہیں دیں اُس پر صدقِ دل سے عمل کرنا ہے اور اسے اپنی تنظیم کے ممبران تک پہنچانا ہے۔ اِس غرض کی تکمیل کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، حضرت بانیٔ سلسلہ اور آپ کے "جانشینوں" کے ارشادات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ کے سوانح حیات، مجلس خدام الاحمدیہ کی مساعی، مرکزی ہدایات اِس رسالہ کے اوراق کی زینت بنتے ہیں۔

"خالد" کے اِس پہلے شمارہ کے ٹائٹل کے آخری صفحہ پر نمائندگانِ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کی ایک قرارداد بھی شائع ہوئی ہے جس میں حکومتِ پاکستان کو یقین دہانی کرائی گئی کہ "جب بھی ہمارے وطنِ عزیز کو ہماری خدمات کی ضرورت پیش آئے ہم انشاء اللہ اپنی سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور انشاء اللہ وقت ثابت کردے گا کہ ہم احمدی نوجوان ہر خطرے کے وقت مجاہدین کی صفِ اوّل میں کھڑے ہونے والے ہوں گے۔"

اور خدام الاحمدیہ کی تاریخ شاہد ہے کہ سیلاب کی تباہ کاریوں میں، کشمیر کے محاذ پر خدام الاحمدیہ کے نوجوان کس طرح سیلاب کی لہروں سے لڑتے کس طرح پانیوں میں گھرے ہوئے لوگوں کی امداد کو پہنچے کشمیر کے محاذ پر "باغ سر" کے محاذ پر اپنی جان کے نذرانے دے کر انہوں نے جب محاذ کو سنبھالا تو سیز فائر تک ایک اِنچ زمین بھی دشمن کے قبضہ میں نہ جانے دی۔

رسالہ کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ نوجوانوں میں لکھنے کی عادت ڈالی جائے۔ وہ اپنی علمی کاوشوں سے رسالہ کو چاند لگائیں۔ مجھے یاد ہے خود حضرت میاں بشیر احمد صاحب اِس غرض کے لیئے نوجوانوں کو تحریک فرماتے تھے۔

رسالہ کی ادارت مختلف ہاتھوں میں منتقل ہوتی رہی اور خدا کا فضل ہے کہ ہر آنے والے نے اپنی قلمی اور ذہنی صلاحیتوں سے اِس عَلَم کو بلند رکھا کہ زندہ قوموں کا یہی دستور ہوتا ہے۔ وہ ہاتھ کٹوا کر بھی عَلَم کو بلند رکھتے ہیں اور جب ہاتھ کٹ جائیں تو کٹے ہوئے ہاتھوں سے عَلَم کو سینے سے چمٹا لیتے ہیں۔

اِس رسالہ کی اشاعت ابتداء میں چند سَو تھی۔ آج بفضلہٖ تعالیٰ اِس کی اشاعت پانچ ہزار تک پہنچ چکی ہے اور رسالہ ساری دُنیا میں پڑھا جاتا ہے۔ اِس پر مستزاد یہ کہ مختلف ممالک میں مجالس اپنا اپنا رسالہ نکال رہی ہیں۔ اور اب پیارے امام کی نئی ہدایت کی روشنی میں ہر ملک کی مجالس براہِ راست امامِ جماعت احمدیہ کی نگرانی کے تحت کام کریں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں امید ہے کہ مجالس براہِ راست حضور کی نگرانی میں

(مرتبہ: سلطان احمد صاحب مبشر)

سب سے پہلے جنوری ۱۹۴۵ء میں مجلس خدام الاحمدیہ نے "الطارق" کے نام سے ایک دو ورقہ شائع کرنا شروع کیا جس کی حیثیت مجلس کے گزٹ کی سی تھی۔ اس کے ذریعہ صدر مجلس اور دیگر عہدیداران خدام تک ہدایات پہنچاتے جنگِ عظیم دوم ابھی جاری تھی۔ کاغذ بھی بے حد گراں بلکہ نایاب تھا۔ ڈیکلریشن بھی باوجود کوشش کے نہ مل سکا۔ اور پانچ نمبر چھاپنے کے بعد مجبوراً اِس سلسلہ کو بند کرنا پڑا۔

۱۹۴۷ء کے انقلابی دَور میں مجلس کا مرکزی دفتر پاکستان میں منتقل ہو گیا۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ پاکستان کی مجلسِ شوریٰ ۱۳۲۹ہش/۱۹۵۰ء میں فیصلہ ہؤا کہ مجلس کی طرف سے ساٹھ صفحے کا ایک سہ ماہی رسالہ جاری کیا جائے۔ ان دنوں مجلس کی مالی حالت اس کے گراں اخراجات کی متحمل نہ تھی اِس لئے "الطارق" ہی کے نام سے ۳۶ صفحات کے ایک ماہوار رسالے کی تجویز ہوئی اور ۱۳۳۰ہش/۱۹۵۱ء سے اس کے ڈیکلریشن کی جدوجہد شروع کر دی گئی۔ ابتدائی محکمانہ تحقیقات مکمل ہوئی تو ہمیں آخری مرحلہ پر یہ اطلاع ملی کہ اِسی نام کا ایک اَور رسالہ بھی جاری ہے اور ضروری ہے کہ کوئی اَور نام تجویز کیا جائے۔ مجلس مرکزیہ نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں نئے نام کے لئے درخواست کی حضور نے فرمایا "خالد نام رکھ دیں" چنانچہ ۳۱۔امان ۱۳۳۱ہش/مارچ ۱۹۵۲ء کو خالد کے ڈیکلریشن کی درخواست دی گئی۔ ۶ ستمبر ۱۹۵۲ء کو ڈیکلریشن کی منظوری ہوئی اور ساتھ ہی ایک ہزار روپے ضمانت کا مطالبہ بھی ہؤا۔ جس کے داخل کرانے کی آخری تاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۲ء تھی مجلس کے پاس اس قدر روپیہ نہیں تھا۔ بڑی دوڑ دھوپ اور کوشش کے بعد ۱۷ ستمبر کو روپیہ کا انتظام ہو سکا لیکن جھنگ پہنچ کر معلوم ہؤا کہ وقت پر ضمانت داخل نہ کرنے پر ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اس پر دوبارہ درخواست دی گئی اور بالآخر ۲ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو ڈیکلریشن ملا اور زرِ ضمانت داخل کرا دی گئی اِس طرح نہایت لمبی جدوجہد اور صبر آزما حالات میں سے گزرنے کے بعد اکتوبر ۱۹۵۲ء میں رسالہ "خالد" جاری ہؤا۔

"خالد" کے پہلے دو پرچے مولانا غلام باری صاحب سیف، مولانا خورشید احمد صاحب شاد اور مولانا محمد شفیع صاحب اشرف کے زیرِ ادارت چھپے (جبکہ مدیرِ مسئول مولانا غلام باری صاحب سیف تھے)
اس کے دسمبر ۱۹۵۲ء سے مولانا غلام باری صاحب سیف مدیر مقرر ہوئے۔ مینیجر اور پبلشر کی خدمات سید عبدالباسط صاحب نائب معتمد مرکزیہ کے سپرد کی گئیں۔

رسالہ خالد ماہ مارچ ۱۹۶۷ء تک باقاعدہ چھپتا رہا۔ ۲۳ر اپریل ۱۹۶۷ء کو رسالہ کے پبلشر سید عبد الباسط صاحب وفات پا گئے۔ قانون کے مطابق نئے پبلشر کی منظوری کے بغیر رسالہ نہ چھپ سکتا تھا۔ مکرم محمد شفیق صاحب قیصر نئے پبلشر مقرر ہوئے اور ستمبر ۱۹۶۷ء سے دوبارہ رسالہ کی اشاعت ممکن ہو سکی۔ باقاعدہ اشاعت کا یہ سلسلہ ایک دفعہ پھر اپریل ۱۹۷۹ء سے ستمبر ۱۹۷۹ء تک تعطل کا شکار ہوا جبکہ مکرم محمد شفیق صاحب قیصر (نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ) برمائیں ۲۲ر مارچ ۱۹۷۹ء کو کار کے خوفناک حادثہ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

پبلشر کی ذمہ داری اب مکرم مبارک احمد صاحب خالد کے کندھوں پر آن پڑی اور انہی کی طرف سے رسالہ اب تک باقاعدہ جاری ہے سوائے دو ماہ جنوری، فروری ۱۹۸۵ء کے۔ جنوری ۱۹۸۵ء میں حکومتِ پنجاب نے تین ماہ کے لئے ضیاء الاسلام پریس ربوہ کو سیل کرنے کے احکامات جاری کئے۔ قانون کی مجبوری پھر آڑے آئی کہ رسالہ مخصوص پریس سے ہی شائع ہو سکتا ہے۔ پابندی ہٹنے پر مارچ ۱۹۸۵ء کا شمارہ شائع ہوا اور پھر اس کے بعد سے اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے "خالد" کا کاروانِ قلم رواں دواں ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

اکتوبر ۱۹۵۲ء سے لیکر تا حال مدیرانِ خالد کے اسماء

نام مدیر	زمانۂ ادارت
محترم مولانا غلام باری صاحب سیف	اکتوبر ۱۹۵۲ء تا نومبر ۱۹۵۴ء
" " محمد صدیق صاحب	دسمبر ۱۹۵۴ء تا اپریل ۱۹۵۶ء
" " دوست محمد صاحب شاہد	نومبر ۱۹۵۶ء تا اپریل ۱۹۵۷ء
" " محمد شفیع صاحب اشرف	مئی ۱۹۵۷ء تا فروری ۱۹۵۸ء
" " غلام باری صاحب سیف	مارچ ۱۹۵۸ء تا دسمبر ۱۹۵۹ء
" " محمد شفیع صاحب اشرف	جنوری ۱۹۶۰ء تا فروری ۱۹۶۰ء
" " نور الحق صاحب انور	مارچ ۱۹۶۰ء تا ستمبر ۱۹۶۰ء
" " دوست محمد صاحب شاہد	اکتوبر ۱۹۶۰ء تا جون ۱۹۶۲ء
" رفیق احمد صاحب ثاقب	جولائی ۱۹۶۲ء تا مارچ ۱۹۶۵ء
" لطف الرحمٰن صاحب محمود	اپریل ۱۹۶۵ء تا اکتوبر ۱۹۶۵ء
" محمد شفیق صاحب قیصر	نومبر ۱۹۶۵ء تا اپریل ۱۹۶۶ء
" محمد شفیق صاحب قیصر و رفیق احمد صاحب ثاقب	مئی ۱۹۶۶ء تا نومبر ۱۹۶۶ء
" محمد شفیق صاحب قیصر	دسمبر ۱۹۶۶ء تا نومبر ۱۹۶۷ء
" عطاء المجیب صاحب راشد	دسمبر ۱۹۶۷ء تا نومبر ۱۹۶۸ء

نام مدیر	زمانۂ ادارت
محترم محمد اسلم صاحب شاد منگلا	دسمبر ۱۹۶۸ء تا جولائی ۱۹۷۰ء
〃 منصور احمد صاحب عمر	اگست ۱۹۷۰ء تا اکتوبر ۱۹۷۰ء
〃 انعام الحق صاحب کوثر (قائمقام)	نومبر ۱۹۷۰ء
〃 سید عبدالحی صاحب	دسمبر ۱۹۷۰ء تا دسمبر ۱۹۷۲ء
〃 عبدالباسط صاحب شاہد	جنوری ۱۹۷۳ء تا اکتوبر ۱۹۷۳ء
〃 محمد شفیق صاحب قیصر	نومبر ۱۹۷۳ء تا اکتوبر ۱۹۷۴ء
〃 جمیل الرحمٰن صاحب رفیق	نومبر ۱۹۷۴ء تا جنوری ۱۹۷۵ء
〃 امین اللہ خاں صاحب سالک	فروری ۱۹۷۵ء تا جولائی ۱۹۷۵ء
〃 نسیم مہدی صاحب	اگست ۱۹۷۵ء تا جون ۱۹۷۶ء
〃 حافظ مظفر احمد صاحب	جولائی ۱۹۷۶ء تا اکتوبر ۱۹۷۹ء
〃 محمد الیاس صاحب منیر	نومبر ۱۹۷۹ء تا جون ۱۹۸۱ء
〃 ملک خالد مسعود صاحب	جولائی ۱۹۸۱ء تا مئی ۱۹۸۲ء
〃 مرزا محمد الدین صاحب ناز	جون ۱۹۸۲ء تا اکتوبر ۱۹۸۳ء
〃 منیر احمد صاحب جاوید	نومبر ۱۹۸۳ء تا مئی ۱۹۸۵ء
〃 عبدالسمیع خان صاحب	جون ۱۹۸۵ء تا مارچ ۱۹۸۸ء
〃 یوسف سہیل صاحب شوق	اپریل ۱۹۸۸ء تا مارچ ۱۹۸۹ء
〃 ملک خالد مسعود صاحب	اپریل ۱۹۸۹ء تا دسمبر ۱۹۸۹ء
〃 سید مبشر احمد صاحب ایاز	جنوری ۱۹۹۰ء تا حال

بقیہ: "خالد" کا سفر از صفحہ ۳۶

حضور کے دیئے ہوئے پروگرام کے تحت اپنے نور کو جلادیں گی۔ سچائی کے عادی ہوں گے، عبادت کے رسیا ہوں گے، اپنی ہمتیں بلند کریں گے، تحمل اور برداشت کی عادت پیدا کریں گے۔

مجھے امید ہے کہ پیارے امام کے پروگرام کے تحت خدام اپنا قدم آگے بڑھائیں گے۔ خدا کرے احمدیت اور ہمارا نور بڑھتا رہے اور ہمارے پیارے امام کی آنکھ ہماری طرف سے ٹھنڈی رہے اور یہ زمین خدا کے نور سے جگمگا جائے۔
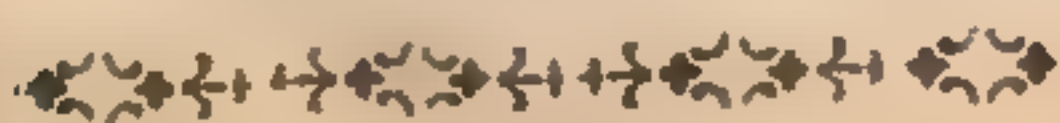
قسط چہارم

خدام الاحمدیہ کے پچاس سال ــــ ایک مختصر جائزہ

(مرتبہ: مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر)

۱۹۷۹ء

۲۲ مارچ: نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم محمد شفیق صاحب قیصر کی بر امین المناک وفات۔

۲ تا ۴ جولائی: مجلس انڈونیشیا کا پہلا سالانہ اجتماع۔

۲۱ اکتوبر: سالانہ اجتماع کے آخری روز لاؤڈ سپیکر کی اجازت منسوخ کر دی گئی۔ حضرت امام جماعت نے بھی بغیر لاؤڈ سپیکر کے تقریر فرمائی۔

محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی خدمت میں مجلس عالمگیر کا الوداعی ایڈریس۔

۲۷ تا ۲۹ اکتوبر: مجلس بنگلہ دیش کا ساتواں سالانہ اجتماع۔

مجلس مرکزیہ کی طرف سے بچوں کے لئے کتب شائع کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔

نومبر: تعمیر ہال کے لئے ۳۱۲ روپے کے وعدوں کی سکیم کا دوبارہ اجراء۔

چھ ماہ مرکزی رسائل بند رہے۔

۱۹۸۰ء

۸ مارچ: تین خدام لاہور کی ایک حادثہ میں وفات۔

۲۲ اگست: نائیجیریا میں احمدی اطفال کی تربیتی کلاس سے حضرت امام جماعت کا خطاب۔

۲۹ اگست: حضرت امام جماعت احمدیہ نے خدام غانا کے مرکزی اجتماع کا افتتاح فرمایا۔

۷، ۸، ۹ نومبر: چودھویں صدی کے عین اختتام پر تاریخی مرکزی سالانہ اجتماع۔ پہلا اجتماع جس میں حضور نے تینوں دن خطاب فرمایا۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ پندرھویں صدی کو خوش آمدید کہنے کی غرض سے دو بیوت الذکر مجلس عالمگیر تعمیر کرائے گی۔ تیرہ بیرونی ممالک کے نمائندہ خدام کی اجتماع میں شمولیت۔

۱۹۸۱ء

۲۴ مئی: امریکہ کے مغربی ساحل کی مجلس خدام الاحمدیہ کا پہلا سالانہ اجتماع۔

۶، ۷ جون: مجلس ناروے کا پہلا سالانہ اجتماع۔

۱۸ جولائی: مجلس بریڈ فورڈ U.K. نے ہوٹل میں قرآن مجید کے ۱۳۸ نسخے رکھوائے۔

۱۹۸۲ء

مارچ: قادیان سے خدام الاحمدیہ کے رسالہ "مشکوٰۃ" کا اجراء۔

۱۰ اپریل: مجلس گیمبیا کا پہلا سالانہ اجتماع۔

۲۵ر اپریل: مجلسِ اطفال الاحمدیہ برطانیہ کا پہلا سالانہ اجتماع۔

جون: سیدنا حضرت امام جماعت الثالث کی بیماری اور سانحۂ ارتحال حضور کی وفات اور نئے انتخاب کے موقع پر خدام کی قابلِ رشک خدمات۔

حضرت امام جماعت الرابع کی خدمت میں اظہارِ عقیدت و فرمانبرداری۔

اگست، ستمبر: صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا حضور کی معیت میں بیرونی ممالک کا دورہ اور بیتِ بشارت سپین کے افتتاح میں نمائندگی۔

۶ر اگست: ناروے کے خدام سے حضور کا خطاب۔

۱۴ر اگست: خدامِ مغربی جرمنی کے ساتھ میٹنگ۔

۱۵/۱۶/۱۷ر اکتوبر: قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر کے بابرکت دور کا پہلا سالانہ اجتماع۔ افتتاحی اور اختتامی خطاب کے علاوہ کبڈی کے میچ اور مجلس سوال وجواب میں حضور کی تشریف آوری۔

۲۹ر اکتوبر: بیوت الحمد منصوبہ کا اعلان اور مجلسِ خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک لاکھ روپے کا عطیہ۔

"اپنی ہمتوں کو بلند کرو اور اگر ایک منٹ بھی تمہارا ضائع ہو جائے تو سمجھو کہ موت آگئی"
(حضرت مصلح موعود)

اخبارِ مجالس

(مرتبہ: ناصر احمد طاہر)

خدمتِ خلق

"خدمتِ خلق سے خدمتِ احمدیت مراد نہیں۔ خدا تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ تم اس کے سارے بندوں کی خدمت کرو خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں" (حضرت مصلح موعود)

خدمتِ خلق کے لئے قابلِ تقلید

● مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سرگودہا نے ۴ فری میڈیکل کیمپس کا اہتمام کیا۔ یہ کیمپس ٹھٹھ جوئیہ، ادرحماں، ہجکہ اور چک منگلا میں لگائے گئے۔ مجموعی طور پر ۱۳ ڈاکٹرز ۸ ڈسپنسرز ۲۰ خدام اور ۱۵ انصار نے حصہ لیا۔ کل ۱۲۰۰ افراد کا مفت علاج و معائنہ کیا گیا۔

● مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی ۸ نے مجلس ڈرگ کالونی کے تعاون سے بلڈ کیمپ لگوایا جس میں مجلس ڈرگ روڈ کے ۱۰ خدام نے عطیہ خون دیا اور کل ۱۵۶ بوتلیں خون اکٹھا کیا گیا۔

● مجلس خدام الاحمدیہ کھاد فیکٹری ملتان نے ۹ بوتل خون شعبہ خدمتِ خلق ضلع ملتان کو جمع کر کے دیا۔

● مجلس خدام الاحمدیہ قیادت مغلپورہ کے ۹۸ خدام نے ۱۷۴ مستحقین میں ۲۴۰ کپڑے تقسیم کئے ۷۵ خدام نے ۲۰۳ بھوکوں کو کھانا کھلایا ۸۰ مریضوں کو مفت دوائی فراہم کی گئی۔

● مجلس خدام الاحمدیہ وحدت کالونی لاہور کے ۳ خدام نے عطیہ خون دیا۔

● مجلس خدام الاحمدیہ عزیز آباد کراچی کے ۸ خدام نے خون کا عطیہ دیا ۱۷۱ ضرورت مندوں کی -/۱۹۷۳ روپے مالی مدد کی۔

● دیہاتی مجالسِ ضلع کی طرف سے جنوری ۱۹۹۰ء میں ۲ مکمل بسترہ ۵ رضائیاں دارالضیافت کے لئے عطیۃً دئے گئے۔

آئیے ان مجالس کی صف میں آپ بھی شامل ہو جائیے۔ کیوں؟

اس لئے کہ یہ تو ہفتہ تربیت منا چکی ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کھاد فیکٹری ملتان (یکم تا ۷ جنوری) محمود آباد جہلم (۲ تا ۸ جنوری) میرا بھڑکا میرپور آزاد کشمیر (۶ تا ۱۲ جنوری) اسٹیل ٹاؤن کراچی (۲ تا ۱۸ جنوری) صابو بھڈیار تحصیل پسرور سیالکوٹ (۱۳ تا ۲۰ جنوری) ڈرگ روڈ کراچی ۸ (۱۲ تا ۱۸ جنوری) اورنگی ٹاؤن کراچی (۱۹ تا ۲۶ جنوری) وحدت کالونی لاہور۔ نوکوٹ ضلع تھرپارکر اور تمام مجالسِ خدام الاحمدیہ ضلع مظفر گڑھ۔

خیاط الناصر
لیڈیز ٹیلرز
کے سٹریٹ۔ وائی بلاک۔ نزد ڈاکٹر نعیم احمد فضل
عباس چوک۔ مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

نئی آب و تاب کے ساتھ
نئے ولولے اور خدمت کے ساتھ
SIL
سفینہ انڈسٹریز
(پرائیویٹ) لمیٹڈ مقبول روڈ فیصل آباد
جدید ترین سٹارک روٹری پرنٹ مشین ۱۲ کلر کے سنگ۔ پرنٹنگ اور ڈائینگ کیلئے
جدید ترین مشینوں کے ساتھ۔ خدمت میں پیش پیش
پرنٹ فلیٹ
پردہ کلاتھ پرنٹ
پرنٹ کیمرک
لٹویرا پرنٹ
بیڈ شیٹ ایکسپورٹ کوالٹی
پرنٹ فیبرون
بوسکی پرنٹ
سپر ہٹ میچنگ
فون فیکٹری:
۴۱۵۵۰
۴۵۶۳۱
فون آفس:
۲۲۳۵۴
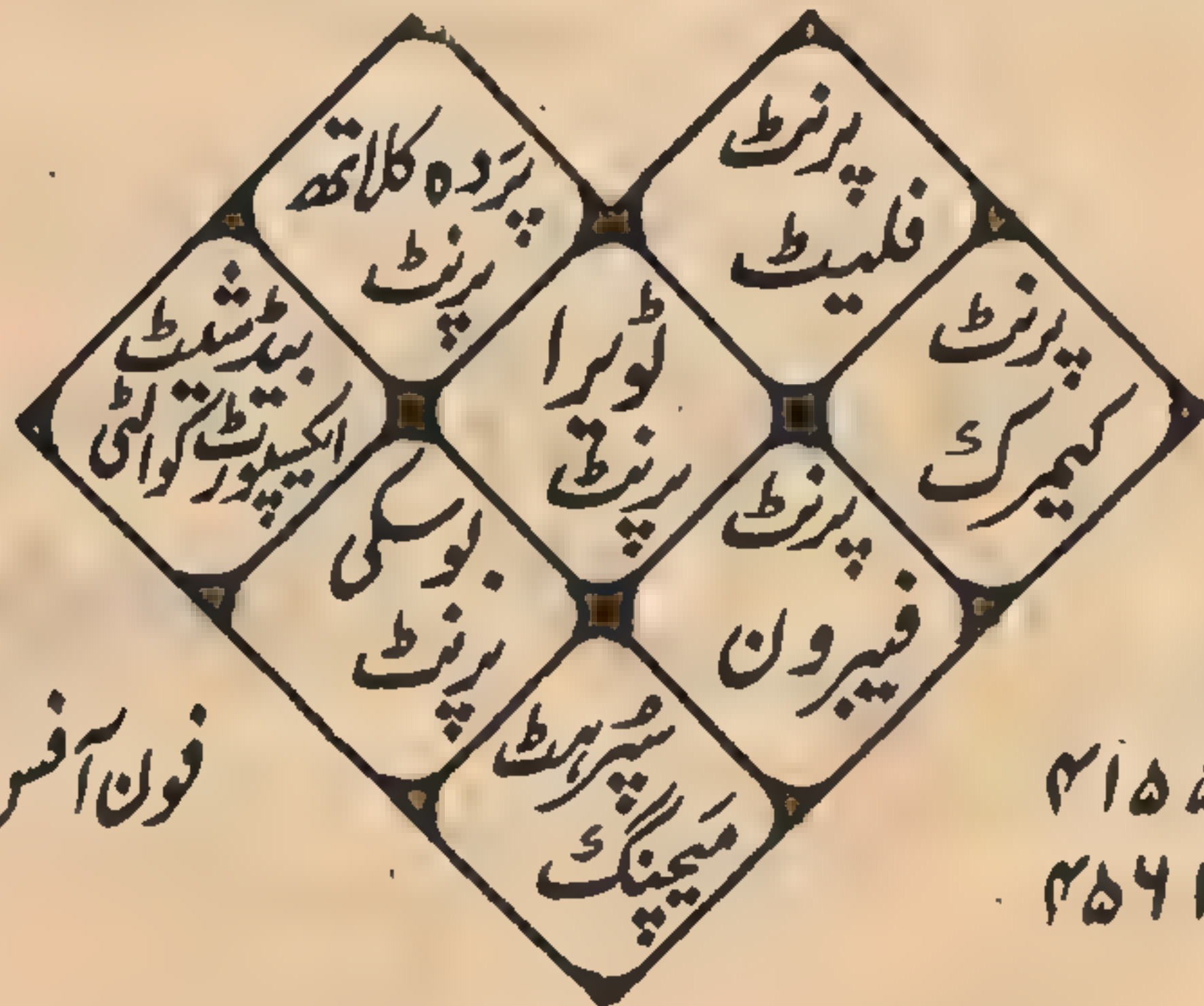
محترم چوہدری شاہنواز صاحب رحلت فرما گئے

احبابِ جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم چوہدری شاہنواز صاحب ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء کی شب لاہور میں حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر ۸۵ برس تھی۔

محترم چوہدری شاہنواز صاحب جماعتِ احمدیہ کے مخیر اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے احباب میں سے تھے۔ آپ کو روسی زبان میں ترجمہ و طباعت قرآن کریم کا سارا خرچ ادا کرنے کی بھی توفیق ملی۔ چنانچہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے دوسرے روز ۲۷ دسمبر کو خطاب فرماتے ہوئے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کا ذکر یوں فرمایا:۔

"روسی زبان میں ہم ابھی تک ترجمۂ قرآن شائع نہیں کر سکے تھے اس کے اخراجات بھی بہت زیادہ اُٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کے دل میں یہ تحریک ڈالی انہوں نے کہا کہ وہ روسی زبان میں ترجمہ و نظرِ ثانی کے سارے اخراجات ادا کریں گے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے مزید نیکی کی توفیق دی ..... ایک نیکی دوسری نیکی کو جنم دیتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مَیں روسی زبان میں قرآن کریم کی طباعت کے بھی سارے اخراجات ادا کر دوں گا۔"

(الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۸۴ء)

اسی طرح خطاب جلسہ سالانہ لندن ۱۹۸۷ء کے موقع پر بھی فرمایا:۔

"مکرم چوہدری شاہنواز صاحب کو رشین قرآن کریم کا خرچ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔"

حضور نے مزید فرمایا:۔

"جاپانی (زبان) کے متعلق چوہدری شاہنواز صاحب کے بچوں نے اپنے باپ کے علاوہ یہ پیشکش کی ہے اور اس سلسلے میں بہت سی رقم جمع بھی کروا چکے ہیں۔"

(ضمیمہ خالد اکتوبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۶ کالم ۲)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محترم چوہدری شاہنواز صاحب کو اپنے قُرب میں اعلیٰ درجات سے نوازے اور آپ کے مقامِ قُرب کو ہر لحہ و ہر آن بڑھاتا رہے۔

مدیران ماہنامہ خالدؔ و تشحیذ الاذہان

شعبۂ اشاعت مجلسِ خدام الاحمدیہ کی طرف سے مؤرخہ ۶؍ فروری ۱۹۹۰ء کو مدیرانِ خالدؔ و تشحیذ الاذہان کے اعزاز میں ایک پارٹی کا اہتمام کیا گیا اِس دعوت میں شامل ہونے والے مدیران کا گروپ فوٹو۔

(کھڑے ہوئے) سیّد مبشر احمد صاحب ایازؔ۔ قمر داؤد صاحب کھوکھر۔ ملک منصور احمد صاحب عمرؔ۔ حافظ مظفر احمد صاحب۔ مرزا محمد الدین صاحب نازؔ۔ لطف الرحمٰن صاحب محمودؔ۔ محمد اسلم صاحب شادؔ منگلا۔ عبد السمیع خان صاحب۔ عبد الباسط صاحب شاہد۔ جمیل الرحمٰن صاحب رفیقؔ۔ یوسف سہیل صاحب شوقؔ۔

(بیٹھے ہوئے) عطاء المجیب صاحب راشدؔ حکیم خورشید احمد صاحب شادؔ مولانا غلام باری صاحب سیفؔ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (مہمانِ خصوصی) مولانا محمد صدّیق صاحب سیّد عبد الحی شاہ صاحب رفیق احمد صاحب ثاقبؔ۔

MONTHLY KHALID RABWAH
Regd. No. L5830 Digitized By Khilafat Library Rabwah April 1990